امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات کا تحقیقی جائزہ

تحقیق کنندگان:

غزالہ سعید ۰۴-۹۹

توصیف زمان ۱۵-۹۹

ایم۔ اے ایجوکیشن (ایلیمنٹری)

نگران مقالہ:

محترمہ کوثر تسنیم

گورنمنٹ ایجوکیشن کالج برائے خواتین لاہور

۱۹۹۹-۲۰۰۱ء

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات کا تحقیقی جائزہ

تحقیق کنندگان		نگران مقالہ
غزالہ سعید	99-04	محترمہ کوثر تسنیم
توصیف زمان	99-15	

ایم۔اے ایجوکیشن (ایلیمنٹری)

یہ تحقیقی مقالہ ایم۔اے ایجوکیشن (ایلیمنٹری) کی ڈگری کے تقاضوں کی جزوی تکمیل کے طور پر گورنمنٹ ایجوکیشن کالج برائے خواتین لاہور کو پیش کیا گیا۔

1999-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم
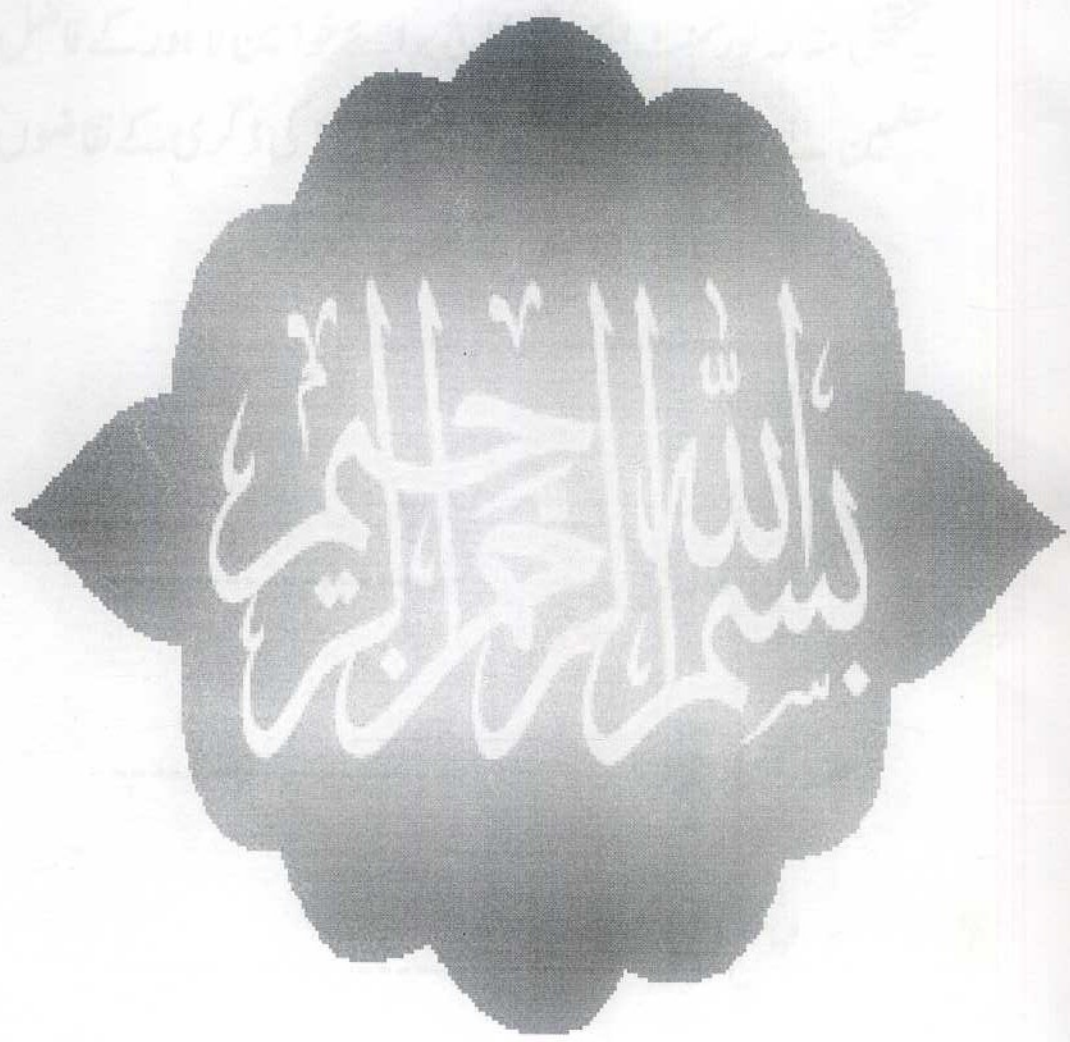
انتساب

معزز و محترم

والدین

کے نام

جن کی بے پناہ قربانیوں، مشفقانہ تربیت

اور دعاؤں کو

ہم اپنی علمی کاوشوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں

اظہار تشکر

ہم اللہ عز و جل کے فضل و کرم کے انتہائی شکر گزار ہیں ۔جس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کی ہم علم کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کرنے کے قابل ہوئیں ۔

اس تحقیق کے سلسلے میں ہم نگران مقالہ محترمہ کوثر تسنیم کی بے حد ممنون ہیں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے بلند اخلاق ، پیشہ وارانہ مہارت اور بے پایاں علم و فراست کے ذریعے اس مقالے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہماری مدد فرمائی اور خصوصی توجہ سے قدم قدم پر راہنمائی فرما کر تعاون کا صحیح حق ادا کیا ۔

ہم شکر گزار ہیں ان تمام اساتذہ کرام ، مولانا اور انچارج مدرسہ جامعہ نظامیہ کے جنہوں نے اس دشوار مرحلے میں ہماری مشکلات کو ذاتی دلچسپی لے کر آسانیوں میں تبدیل کیا ۔ علاوہ ازیں ہم مشکور ہیں ان احباب کے جنہوں نے کسی بھی مرحلے پر ہمیں مدد بہم پہنچائی ۔

ت ۔ ز

غ ۔ س

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات	باب

8

باب	عنوانات	صفحہ نمبر

باب اوّل

تعارف

ہر کام مقررہ وقت کا تابع ہے۔ اور مشیت ایزدی کن فیکون کی مجاز ہے۔ خواہ حالات کچھ بھی ہوں مسبب الاسباب غیب سے سامان کر دیتا ہے۔ اسلاف کے حالات اخلاف کے لیے روشن مینار ہیں۔ نئی نسل کو ان کے حالات سے باخبر رکھنا ہے تو ان کے حالات کو محفوظ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پچھلوں کے حالات سے خبر رکھنے والے ایک ایک کر کے محفل جہاں سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ آنے والے دنوں میں اگلے اپنے پچھلوں کے نام سے تو واقف ہوں گے مگر شاید ان کے افکار و نظریات اور ان کے حالات سے نا آشنا ہوں۔

ہمارے اسلاف عظیم الشان ہیں۔ ہماری تاریخ شاندار ہے۔ ہم اس پر جتنا فخر کریں کم ہے مگر ہم بے خبر ہیں۔، ہم کو باخبر ہونا چاہیے۔ ہم سو رہے ہیں ہم کو جاگنا چاہیے۔

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے اسلام کے اعلیٰ اور مکمل تعلیمی نظام پر کاری ضرب لگانے کے لیے اور اسلام کی روشن تعلیمات میں بے بنیاد شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے مکر و فریب کے کئی جال بُنے۔ مگر ان مشکل حالات میں بھی

اللہ تعالیٰ نے مسلمانان برصغیر کی رہنمائی کے لیے بہت سے اہل بصیرت علمائے کرام اور مفکرین پیدا فرمائے ۔جنھوں نے اسلامی تعلیمات کے احیاء اور امت مسلمہ کی اصلاح اور اتحاد کے لیے تحریکیں چلائیں ۔ان مفکرین میں حضرت شاہ ولی اللہؒ ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نام سرفہرست ہیں ۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ بیسویں صدی کی اہم شخصیات میں سے تھے ۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو ہندوستان پر انگریز قدم جما چکے تھے ۔ وہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے در پے تھے ۔ مذہبی اقدار زوال پذیر تھیں ۔ لادینیت کا دوردورہ تھا ۔ اسلامی زندگی کا ہر پہلو مجروح ہو چکا تھا ملت اسلامیہ کے اہل علم لوگوں نے قوم کو ذہنی اور فکری طور پر بیدار کرنے کے لیے بہت سی تحریکیں چلائیں ۔مگر حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے ۔ایسے مشکل حالات میں دیگر علماء اور فقہا کی طرح امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے اسلام اور ناموس رسالت کے تحفظ اور بقا کے لیے بے لوث خدمات سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا ۔ انہوں نے بریلی میں مدرسہ ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' قائم کیا ۔ جس کا مقصد ۔ اصلاح تعلیم اور تبلیغ دین تھا ۔ آپ نے عقائد اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ۔ اور نت نئے مذہبی فتنوں کا ڈٹ کا مقابلہ کیا ۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کے مدِ نظر غلط رسومات اور بدعات کے خلاف فتاویٰ جاری کئے ۔ ناموس رسالت

ﷺ اور عظمت رسالت ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ نے بہت کام کیا۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کو 55 سے زائد علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے ایک ہزار سے زائد تصانیف چھوڑی ہیں۔ آپ بیک وقت عالم، فلسفی، معیشت دان، ریاضی دان، سیاستدان اور شاعر تھے۔ فقہ میں آپ کو اس قدر کمال حاصل تھا کہ چودہ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی آپ کے سپرد کر دی گئی اور علم ریاضی میں علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین ماہر ریاضیات بھی آپ کے معترف ہیں۔ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی فرمائی اور جب تحریک ترک موالات میں ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ لگایا گیا تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی اور فرمایا کہ کوئی غیر مسلم ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کو دوقومی نظریے کا تصور دیا۔ اس لحاظ سے آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کی اصلاح اور رہنمائی فرمائی۔

بیان مسئلہ:

اس تحقیق کا عنوان ''امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات کا تحقیقی جائزہ'' ہے۔

مقاصد تحقیق:

1۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے حالات زندگی اور ان کی وسیع العلمی کے بارے میں جاننا۔

2۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے خیالات وافکار اور تعلیمی تصورات کا شعور حاصل کرنا۔

3۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی اصلاح معاشرہ کے لیے کی گئی تعلیمی کاوشوں سے روشناس ہونا۔

4۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی افکار وتصورات کی روشنی میں موجودہ دور کے تعلیمی مسائل کا حل تلاش کرنا۔

5۔ پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم کی تشکیل نو کے لیے آپ کے خیالات، علمی فکر اور تعلیمی تصورات سے مدد لیتے ہوئے تجاویز پیش کرنا۔

مفروضات:

1۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ کے تعلیمی تصورات اسلامی نظام تعلیم کا پرتو ہیں۔

2۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصورات تعلیم اپنے دور کی خامیوں کی اصلاح

کے لیے تعلیمی تحریک کے طور پر ابھرے۔

3۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات بہتر نظام تعلیم کی تشکیل میں معاونت کر سکتے ہیں۔

4۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات پاکستان کے نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں معاونت کر سکتے ہیں۔

5۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات طلباء کی کردار سازی میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

6۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصورات تعلیم سے استفادہ کے ذریعے بہتر تعلیمی پالیسوں کی تشکیل اور نصاب کی تدوین کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

اہمیت موضوع:

آج ہم مذہبی انحطاط کے دور میں رہ رہے ہیں۔ مذہب کو سائنس کے مطابق جدید بنانے کی کاوشوں نے مذہب سے روحانیت کو نکال باہر کیا ہے۔ سچی روحانیت بالکل ختم ہوگئی ہے اور مذہب محض سیکولر مقاصد کے لیے رہ گیا ہے۔ دوسری طرف آج کے ترقی یافتہ اور مادہ پرست دور میں اسلام اپنے ہمہ گیر، آفاقی اور لافانی اصولوں کی

بنیاد پر نہ صرف نام نہاد فلسفیوں کے مقابل کھڑا ہے بلکہ پیروکار اور علماء کرام نے اس سلسلے میں نہایت اہم خدمات سرانجام دیں۔ ان میں امام غزالیؒ، ابن خلدونؒ، سرسید احمد خانؒ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، علامہ اقبالؒ اور مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی کے نام نمایاں ہیں۔

آغاز اسلام سے ہی دین اسلام کا مقصد انسان کی تعلیم و تربیت رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی کے ذریعے ہی تعلیم کا حکم دے دیا تھا۔ ارشاد فرمایا:

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا اور اسے قلم کے ذریعے علم سکھایا''۔

(القرآن: العلق۔ 1-5)

اسلام میں تربیت سے مراد روحانی تربیت ہے جو انسان کو مادی وجود اور دنیا سے بالاتر کرتے ہوئے حقیقت اصلیہ کی طرف لے جاتی ہے جو انسان کو اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز کرتی ہے۔ اس لیے امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے جو تعلیمی تصورات دیے ہیں وہ اسلامی تصورات سے ہم آہنگ ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ جس دور میں پیدا ہوئے وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزمائش کا دور تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں سے نہ صرف اقتدار چھین لیا گیا بلکہ ان کو ظلم

وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ اس دور میں ہندو اور عیسائی کلچر مسلمانوں میں فروغ پانے لگا۔ اسلام کے بنیادی عقائد کو جھٹلانے کی ناکام کوششیں کی جانے لگیں ۔ دوسرے علماء و مشائخ کی طرح امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اس صورت حال کا مقابلہ اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے کیا۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر کائنات میں کوئی قابل تقلید ہستی ہے تو وہ حضور ﷺ کی ہے۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک اہل ایمان میں عشق نبوی ﷺ کا عنصر نمایاں رہا ہے اور تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مسلمان اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ناموس رسالت ﷺ پر کٹ مرا۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ بھی عاشق رسول ﷺ ہیں اور آپ کے تعلیمی تصورات میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع پورے آب و تاب سے روشن نظر آتی ہے۔

اسلام انسان کے مادی وجود سے انکار نہیں کرتا۔ اس لیے حضرت محمد ﷺ سے لے کر آج تک جتنے بھی مسلمان علماء اور مفکرین آئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی انسان کی مادی ضروریات کو فراموش کرتے ہوئے صرف روحانیت کا تذکرہ نہیں کیا اور انسانی روح کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کی صفائی، پاکیزگی اور بالیدگی پر زور دیا ہے۔ اسلام کائنات میں موجود تمام چیزوں پر غور و فکر کرنے اور ان کو انسانیت کی بہتری کے لیے استعمال کرنے پر زور دیتا ہے۔ تاکہ انسان روحانی اور مادی طور پر

ترقی کر سکے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان خصوصاً پاکستانی مسلمان اپنے مفکرین کے تصورات ونظریات اور افکار کی تحقیق کریں اور اپنی تعلیمی وملی عمارت صحیح خطوط پر استوار کریں۔ جو ہماری تہذیب، ہماری معاشرت اور ہماری اسلامی اقدار سے مناسبت اور مطابقت رکھتی ہو۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا نام آسمان فکر کی بلندیوں پر روشن ودرخشاں ہے۔ آپ کے تعلیمی تصورات کی روشنی میں تعلیمی مقاصد جن پر تصور تعلیم کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔

☆ مسلمانوں کی تعلیمی وروحانی تربیت

☆ غلط رسوم ورواج اور مذہبی فتنوں کا مقابلہ

☆ ناموس رسالتؐ کا تحفظ

☆ صحت منداور مستقل قوم کی تشکیل

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات کا جائزہ یہ جاننے میں مدد دے گا کہ ایک مسلمان مفکر تعلیم کے نزدیک تعلیم کے مقاصد کیا ہیں؟ تدریس کا طریقہ کار کیا ہے؟ نصاب کیسا ہونا چاہیے؟ ابتدائی تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم اور تعلیم نسواں کے بارے میں ان کے کیا تصورات ہیں؟ ان کے تعلیمی تصورات اسلام کے تعلیمی تصورات سے کس حد تک مطابقت رکھتے ہیں؟ ہمارا موجودہ نظام تعلیم آپ کے تصورات تعلیم پر پورا اترتا

ہے؟ یانہیں؟اور ہم کس طرح اپنے ملک میں اسلامی نظام تعلیم رائج کر سکتے ہیں؟

تحدید کار:

زیرِ نظر تحقیق کو امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات تک محدود رکھا گیا ہے۔ محققین نے ان کے تعلیمی تصورات کے مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لیا ہے۔

- فلسفہ حیات
- تصور علم
- تصور تعلیم
- نصاب تعلیم
- ذریعہ تعلیم
- طریقہ تدریس
- طریقہ تحقیق

طریقہ تحقیق:

☆ مقالہ تاریخی نوعیت کا ہے اس لیے امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی تحریر کردہ کتب

(عربی اور فارسی کتب کے اردو تراجم) کا بغور مطالعہ کیا گیا ہے۔

☆ محققین نے دستاویزی طریقہ تحقیق کو اختیار کیا۔

☆ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے افکار و نظریات اور تعلیمی تصورات پر مبنی دیگر مصنفین کی کتب کا مطالعہ کیا گیا۔

☆ اسلامی مدارس کی لائبریریوں (جامعہ نعیمیہ، رضا اکیڈمی، جامعہ نظامیہ) اور دیگر کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا۔

باب دوم

متعلقہ مواد کا جائزہ

امام احمد رضا خاں بریلویؒ-------حیات

دنیائے اسلام کی تاریخ ایسی ہستیوں سے بھری پڑی ہے۔جنھوں نے اپنے علم و بصیرت سے دنیا کو منور کیا۔ ایسی ہستیوں سے برصغیر پاک و ہند کا خطہ بھی مالا مال رہا ہے اور یہاں بہت ساری عظیم ہستیوں نے جنم لیا۔انہی عظیم ہستیوں میں سے ایک امام احمد رضا خاں بریلویؒ ہیں۔

سلسلہ نصب:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا خاندان برصغیر پاک و ہند میں ایک اعلیٰ علمی گھرانے کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں اور جد امجد مولانا رضا علی خاں اپنے عہد کے ممتاز علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔

آپ کے آباؤ اجداد افغانستان (قندھار) کے قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ مغلیہ دور میں لاہور آئے۔لاہور سے دہلی اور پھر وہاں سے بریلی منتقل ہو گئے تھے۔(سرور:23:1976)

شجرہ نسب
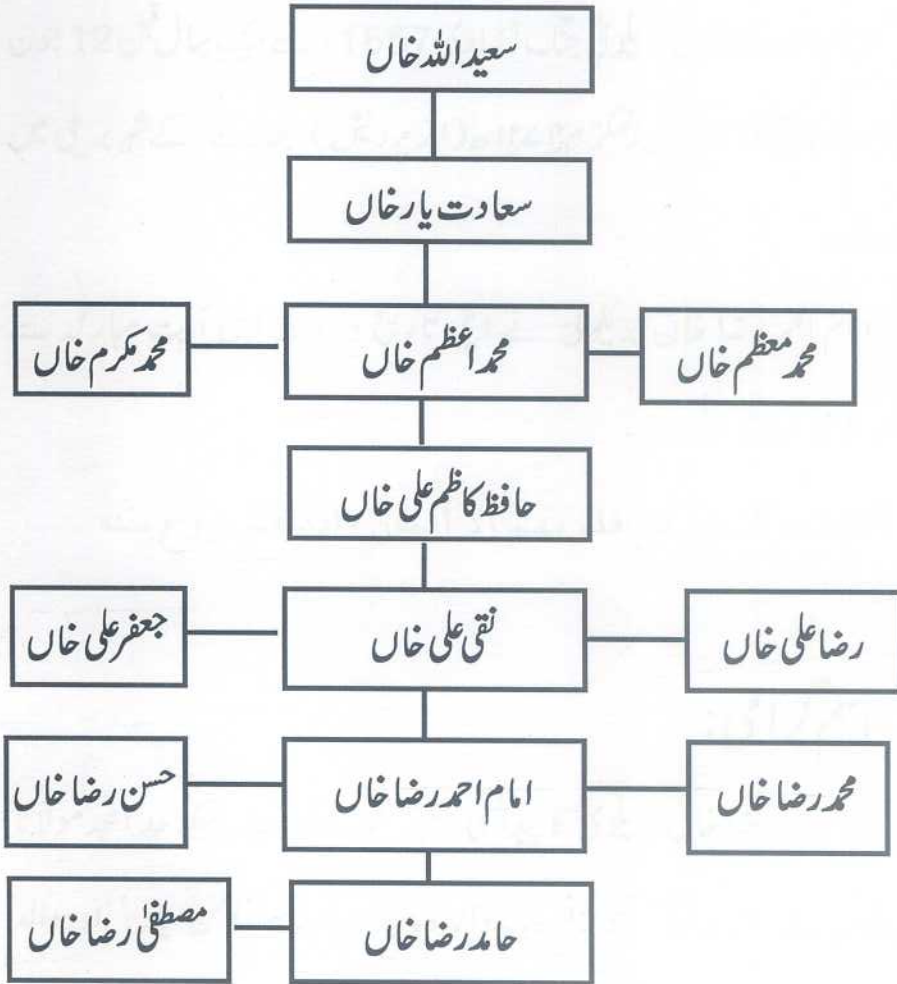
(سلیم :2001: 58)

ولادت باسعادت:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ جنگ آزادی 1857ء سے ایک سال قبل 12 جون 1856ء بمطابق 10 شوال المکرم ۱۲۷۲ھ (اتر پردیش) بھارت کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے اپنی تاریخ ولادت اس آیت مبارکہ سے ۱۲۷۲ھ استخراج فرمائی ہے۔

اولئك كتب فی قلوبهم الا ايمان وايدهم بروح منه

اسم گرامی:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا۔ جبکہ جدِ امجد مولانا رضا علی خاں نے ''احمد رضا'' تجویز فرمایا۔ والدہ ماجدہ پیار سے ''امن میاں'' اور والد ماجد اور دیگر اعزہ آپ کو ''احمد رضا'' کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا تاریخی نام ''المختار'' (۱۲۷۲ھ) ہے۔ آپ نے بعد میں خود اپنے نام کے ساتھ ''المصطفی'' کا اضافہ کرلیا تھا۔ (صابر:1996:15)

تعلیم وتربیت:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا خاندان دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے معزز تھا۔ آپ بچپن سے ہی پڑھنے لکھنے کے دلدادہ تھے۔ عام لڑکوں کی طرح کھیل کود کی طرف دھیان نہ دیتے تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت جدامجد مولانا رضا علی خانؒ اور والد ماجد حضرت نقی علی خاںؒ کی آغوش محبت میں ہوئی۔

آپ نے صرف چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد بریلی کے مدرسہ ''مصباح العلوم'' میں داخل ہوئے۔ جہاں مرزا غلام قادر بیگ سے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

آپ کی غیر معمولی ذہانت کا ذکر کرتے ہوئے ابتدائی تعلیم میں آپ کے ہم سبق مولانا احسان حسن فرماتے ہیں کہ:

> ''شروع ہی سے آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کتاب نہ پڑھی۔ چوتھائی کتاب پڑھنے کے بعد تمام کتاب ازخود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیتے''

امام احمد رضا خاں بریلویؒ جب مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ آپ کے استاد سبق پڑھاتے ہوئے کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ کی اصلاح فرما رہے تھے۔ مگر لفظ

آپ کی زبان سے ادانہیں ہورہا تھا۔ اتفاقاً اتنے میں آپ کے جدامجد رضا علی خاںؒ جو کہ اپنے وقت کے عالم جلیل تھے۔تشریف لائے۔ انہوں نے جب آپؒ کی تکرار دیکھی۔تو دوسرا قرآن پاک منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زبر لکھ دیا۔ انہوں نے پہلے تو اصلاح فرمائی پھر امام احمد رضا خاں بریلویؒ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ''استاد کی بات احتراماً مان لینی چاہیے''۔ امام احمد رضا بریلویؒ نے جواباً عرض کیا کہ میں تو حکم کی تکمیل چاہتا تھا۔مگر زبان سے ادانہیں کر پارہا تھا۔ آپ کی یہ بصیرت دیکھ کر مولانا رضا علی خاںؒ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ سے اکثر اس قسم کی باتیں سرزد ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ آپ کے استاد نے حیرانی کے عالم میں کہا کہ:

''تم جن ہو یا انسان''

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بہت سی کتابیں حفظ تھیں ۔ اکثر آپ کے نام سے پہلے حافظ لکھ دیا جاتا تھا۔ اس کا آپ کو بڑا احساس ہوا کہ بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو۔لہذا آپ نے قرآن پاک حفظ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ افتاء اور دوسری مصروفیات کے باوجود رمضان المبارک میں نماز مغرب سے عشاء تک قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ ہر روز ایک پارہ یاد کرلیا کرتے تھے۔ اسطرح صرف ایک ماہ میں آپ نے پورا قرآن پاک حفظ کرلیا۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد جمیع علوم وفنون کی تعلیم

اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاںؒ سے حاصل کی۔ تیرہ سال، دس ماہ اور پانچ دن کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، فلسفہ ، جغرافیہ، حساب، ہیت، تاریخ، منطق، کلام، اصول معانی و بیان، وغیرہ جمیع العلوم دینیہ وعقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان 1286/1869ھ کو سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ 1878ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج کی ادائیگی کے لیے گئے۔ اس سفر مقدس میں وہاں کے اکابر، علما وفضلاء مثلاً سید احمد بن زینی وحلان مکی، مفتی شافعیہ شیخ عبدالرحمٰن، سراج مفتی اور شیخ حسین بن صالح سے حدیث فقہ، اصول وتفسیر وغیرہ علوم کی سندات حاصل کیں۔

ایک دن امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے نماز مغرب مقام ابرہیمؑ میں ادا فرمائی۔ اس کے بعد امام شافیہ حسین بن صالحؒ نے بغیر کسی تعارف کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑے رہے پھر فرمایا بے شک اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ

''تمھارا نام ضیاء الدین احمد ہے''

حیات امام احمد رضا بریلویؒ ایک نظر میں

تعارف	سن ہجری	سن عیسوی
پیدائش (بریلی	10 شوال 1272ھ	14 جون 1856ء
ختم قرآن کریم	1276ھ	1860ء
پہلی عربی تصنیف	1285ھ	1868ء
دستار فضیلت	1286ھ	1869ء
آغاز فتوی نویسی	1286ھ	1869ء
آغاز درس وتدریس	1286ھ	1869ء
فتوی نویسی کی مطلق اجازت	1293ھ	1876ء
بیعت وخلافت	1294ھ	1877ء
پہلی اردو تصنیف	1294ھ	1877ء
پہلا حج	1295ھ	1878ء
علم حدیث کا حصول	1295ھ	1878ء
تحریک ترک گاؤکشی کا سدباب	1298ھ	1881ء

پہلی فارسی تصنیف	1299ھ	1882ء
قصیدہ معراجیہ کی تصنیف	1303ھ	1885ء
ندوۃ العلما کے جلسہ تاسیس میں شرکت	1311ھ	1893ء
تحریک ندوہ سے علیحدگی	1315ھ	1897ء
تاسیس دارلعلوم منظر اسلام بریلی	1322ھ	1904ء
دوسرا حج	1323ھ	1905ء
قرآن کریم کا اردو ترجمہ	1330ھ	1912ء
علم مربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب	1331ھ	1913ء
ملت اسلامیہ کے لیے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان ۔ مسجد کونپور کے قضیئے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ	1331ھ	1913ء

ڈاکٹر ضیاء الدین کی آمد اور استفادہ علمی	1332ھ	1914ء
انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء	1334ھ	1916ء
تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ بریلی	1336ھ	1917ء
سجدہ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	1337ھ	1918ء
امریکی ہیاۃ دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش	1338ھ	1919ء
آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	1338ھ	1920ء
ردحرکت زمین پر دلائل	1338ھ	1920ء
دوقومی نظریہ پر حرف آخر	1339ھ	1921ء
تحریک خلافت کی مخالفت ۔تحریک ترک موالات کی مخالفت	1339ھ	1921ء

انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان۔	1339ھ	1921ء
وصال	1340ھ	1921ء

(مسعود:1997:9-12)

امام احمد رضا خاں بریلویؒ---------فلسفہ حیات

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک خدا کے واضح تصور اور شعور کے بغیر نہ کوئی شخص عالم کہلانے کا حقدار ہے اور نہ مومن، بلکہ صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا حقدار بھی نہیں ہے۔ آپ کے نزدیک ایک ایسی ہستی موجود ہے جو کائنات کی خالق و مالک ہے اور ہر چیز اس کی تابع وفرمانبردار ہے اور یہ ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسکی ذات حقیقت اصلیہ ہے۔ اس کے علاوہ ہر چیز فانی اور وقتی ہے۔ دنیا میں انسان اللہ کا نائب ہے اور نائب ہونے کی حیثیت سے انسان کا فرض ہے کہ وہ صرف خدا کا ماتحت رہے۔ اور اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے تابع گزارے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصورات اور فلسفہ حیات کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے۔

فلسفہ حیات
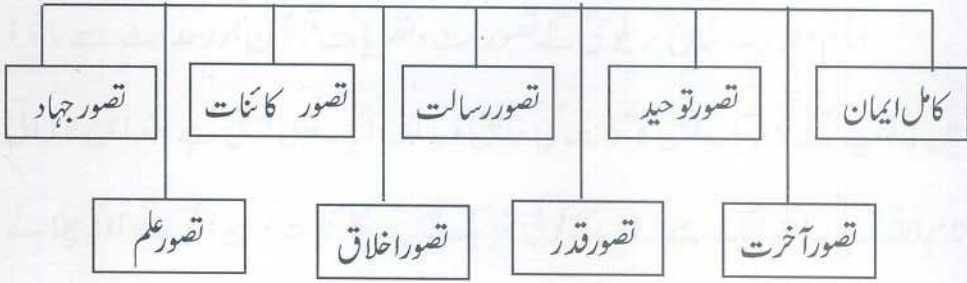
کامل ایمان:

امام احمد رضا خان بریلویؒ کامل ایمان کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

''محمد رسول ﷺ کو ہر بات میں سچا ماننا۔ ان کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے۔ جو اس کا معتقد ہے۔ اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول ﷺ کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول ﷺ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو۔ اللہ و رسول ﷺ کے محبوبوں سے محبت رکھے۔ اگر چہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول ﷺ کے مخالفوں سے عداوت رکھے۔ اگر چہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لیے دے اور جو کچھ روکے اللہ کے لیے روکے۔ اس کا ایمان کامل ہے''۔

(احمد رضا:1984:121)

تصورتوحید:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصورات ونظریات قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہیں۔آپ کے نزدیک اس کائنات کی خالق و مالک ایک غیبی ہستی ہے اور اس کا ذاتی نام اللہ ہے۔اللہ ایک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔کائنات کو پیدا کرنے اور چلانے والی اس کی ذات ہے وہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور مالک الملک ہے۔

تصورتوحید کے بارے میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کہتے ہیں کہ ''ہمارا اور ہماری جان و مال کا وہ اکیلا، پاک، نرالا مالک ہے۔اس کے احکام میں کسی کو مجال زدن نہیں۔کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس کا افسر ہے۔جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔مالک علی الاطلاق ہے۔بے اشتراک ہے جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا''۔

تصوررسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک رسالت، خالقیت اور بندگی کے درمیان ایک وسیلہ اور وساطت کا نام ہے۔نبی یا رسول خالق کائنات کی طرف سے نمائندہ اور پیامبر ہوتا ہے۔گویا اللہ اور انسان کے درمیان ایک وسیلہ اور واسطہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی فرماتا ہے۔

رسالت کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوتا ہے اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوتا

ہے۔تمام مرسلین مذہب رسالت میں برابر ہیں۔سب کو سچا اور اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا تسلیم کرنا لازمی ہے۔ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار سب کے انکار کے برابر ہے۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کی رسالت ساری دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے۔آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ﷺ ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک انبیاء کو مردہ کہنا گمراہی ہے۔وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

''الانبیاء احیاء فی قبور ھم لیعبدون ''۔

''انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عبادت کرتے ہیں''

(محمد مصطفیٰ:398:1987)

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل اور بے نظیر بنائی ۔حضور اقدس ﷺ کا نظیر محال بالذات ہے۔تحت قدرت ہی نہیں ۔ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ اوّلین میں نہ آخرین میں ۔نہ انبیاء و مرسلین میں''۔(احمد رضا (398:1987:

تصور کائنات:

تصور کائنات کے بارے میں آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ کائنات مافوق الفطرت کی پیداوار نہیں اور نہ ہی یہ خودبخود وجود میں آئی ہے۔ بلکہ اس کو پیدا کرنے والا بھی ہے۔جس نے اس کائنات کو باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت پیدا کیا ہے۔اوراس کوکسی مقصد کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔اس خالق و مالک کا نام اللہ ہے۔دنیا کی ہر چیز اس کے حکم کی پابند ہے۔کائنات میں موجود ہر شے جن خصوصیات وصفات کی مالک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے جب چاہے وہ خصوصیت چھین سکتا ہے۔جسطرح آگ نے حضرت ابراہیمؑ کو نہ جلایا۔کائنات میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔کائنات میں موجود ہر چیز انسان کے فائدہ کے لیے بنائی گئی ہے۔اورساری کائنات انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہے۔

کائنات اوراس میں موجود تمام چیزیں فانی ہیں۔ان کا وجود ایک وقت مقررہ تک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کائنات میں انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا ہے۔

تصور انسان:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ انسان کے بارے میں اپنا نظریہ قرآن وحدیث کی

روشنی میں قائم کرتے ہیں۔آپ کے نزدیک انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔
انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور اوّل البشر اور ابوالبشر حضرت آدمؑ ہیں۔

تخلیق انسان سے پہلے اور بھی مخلوقات تھیں۔مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور ساری کائنات کو انسان کے لیے مسخر کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے محدود پیمانے پر انسان کو اختیارات سے نوازا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے دیے گئے اختیارات کو استعمال کرنے کے لیے انسان کو عقل اور حواس سے نوازا ہے تاکہ صحیح اور غلط کی تمیز کر سکے۔پھر وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا انتظام بھی فرمایا گیا ہے جو کہ خیر اور شر کا حقیقی معیار ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی اور نظام الٰہی کا زمین پر نفاذ ہے۔جس طرح کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا کہ:

وما خلقت الجن والا نس الا لیعبدون ٥

''اور جن اور انسان صرف عبادت کے لیے پیدا کیے گئے''

امام احمد رضا خاں بریلویؒ انسان کی حقیقت کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''چونکہ انسان مادی وجود کے علاوہ ایک غیر مادی (روحانی اور باطنی) وجود بھی رکھتا ہے۔اور اس وجود کے تین جزو ہیں۔ روح ،قلب، اور نفس ،تینوں اجزاء الگ الگ حیثیت کے مالک ہیں۔روح کو ان

سب پر فوقیت حاصل ہے۔ روح بادشاہ ہے۔ نفس اور قلب اس کے وزیر ہیں۔ نفس برائی کا منبع ہے اور قلب خیر کا مرکز ہے''۔

(احمد رضا:1984:413)

تصور جہاد:

جہاد کا مادہ جہد (ج۔ ھ۔ د) ہے۔ جس کے معنی کسی مقصد کے حصول کے لیے کوشش، محنت اور جدوجہد کرنے کے ہیں۔ مجاہدہ بھی جہاد کا باب معاملہ ہے اور اس کے معنی بھی محنت و مشقت اور کوشش کرنے کے ہیں۔ دینی اصطلاح میں جہاد سے مراد حق، سربلندی کی خاطر جدوجہد کرنا ہے۔
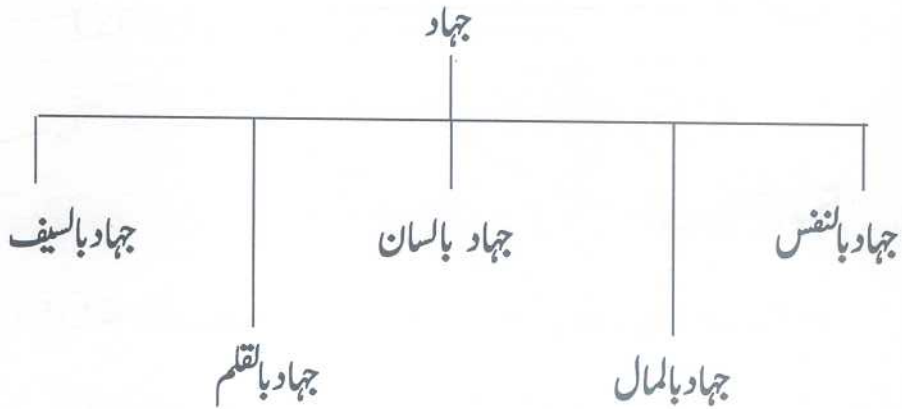
جہاد بالنفس کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے۔ اور اس سے کبھی چھٹکارہ ممکن

نہیں ۔اس میں مسلمان اپنے آپ کو شیطانی وسوسوں سے بچاتا ہے۔اسلام کے فروغ و اشاعت اور مجاہدین کی مالی اعانت کرنا جہاد بالمال ہے۔اسی طرح زبان وتقریر سے جہاد کرنا جہاد باللسان ہے۔ جہاد بالقلم سے مراد اگر اسلام دشمن عناصر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے تحریر وقلم ، کتب لکھ کر یا کسی اور طریقے سے کوئی سازش کر رہے ہوں تو اس کے خلاف جوابی کاروائی کے لیے راستہ اختیار کرنا۔

امام یا سربراہ مملکت کی سربراہی یا سرکردگی میں مسلح ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا جہاد بالسیف ہے۔امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک یہ جہاد اس وقت فرض ہوتا ہے:

1۔ جب دشمن اعلانیہ طور پر اسلام اور ملت اسلامیہ پر حملہ کرے۔

2۔ جب مسلمان دشمن کا مقابلہ کرنے کی قوت رکھتے ہوں۔

(نواز:1997:268)

تصور آخرت:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ تصور آخرت پر قرآن وحدیث کے مطابق ایمان رکھتے ہیں۔آپ کے خیال میں دنیا عارضی اور فانی ہے۔ایک دن یہ دنیا فنا ہو جائے گی ۔اس کے بعد ایک اور زندگی شروع ہوگی۔اس زندگی میں ہر جن وانس کے تمام اعمال کی سزا و جزا دی جائے گی۔ وہاں کی زندگی ختم نہ ہونے والی ہے۔آپ کے نزدیک

قیامت برحق اور لازم ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک جب تک قیامت کی نشانیاں پوری نہیں ہوں گی اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی اور یہ نشانیاں حضور ﷺ نے بتائی ہیں۔ مثلاً نزول عیسیٰؑ ،ظہور مہدیؑ اور فتنہ رجال وغیرہ۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک جب تک تصور آخرت نہ ہوگا اس دنیاوی زندگی کو بامقصد طریقے سے گزارنا ممکن نہیں ہے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ہے۔ایک مسلمان کا آخرت پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور جب تک کوئی شخص آخرت پر ایمان نہیں لائے گا وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

تصورقدر:

تصورقدر ہمیں وہ معیارات اور کسوٹیاں فراہم کرتا ہے جن کی روشنی میں ہم دنیا کی ہر چیز، ہرفعل، ہر اصول اور ہر قانون کو پرکھ سکتے ہیں۔اس کی بنیاد پر خیر وشر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک ہر قوم اور ہر ملک کی اقدار الگ الگ ہوتی ہیں۔ کچھ کے نزدیک تغیر پزیر ہوتی ہیں اور کچھ کے نزدیک مستقل۔امام احمد رضا خاں بریلویؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''ایک چیز ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے۔ دوسرے زمانے میں نہیں یا ایک قوم میں ہوتی ہے اور دوسری قوم میں نہیں۔ مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد میں خطاب کرتے ہیں۔ ''انت قلت۔ تو نے کہا'' یہ وہاں توہین نہیں (اور ہمارے ہاں یہ توہین ہے)

(محمد مصطفیٰ:25:1987)

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک سب سے اہم قدر وہ ہے جو اسلام نے متعین کر رکھی ہے اور آپ کا تصور قدر دوٹوک ہے۔ آپ کے نزدیک ہر فعل کی بنیاد البغض اللہ اور الحب اللہ ہونی چاہیے۔ لہذا سب سے اعلیٰ قدر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ جو کام بھی کیا جائے محض اس نقطہ نظر سے کیا جائے کہ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک زندگی کا سب سے اہم بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے ہر لحظہ رضائے الٰہی میں کوشاں رہیں اور اس کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور تکالیف کی پرواہ نہ کریں۔ حق کی پیروی حکم الٰہی سمجھ کر کریں۔ جس کو یہ قدر حاصل ہوگی دنیا و آخرت کی تمام دولتیں اس کے قدموں میں ڈھیر ہو گئیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک ایک قدر یہ بھی ہے کہ اپنی خدمات کو دینی فوائد کے لیے استعمال کیا جائے جس سے اشاعت دین اور فروغ دین کو تقویت ملے۔

(مسعود:144:1981)

تصورِ اخلاق:

انسان کے آداب زندگی، تعلقات، رویے اور عادات و اطوار کو اخلاق کہتے ہیں۔ اگر یہ اخلاق اور اعمال و برتاؤ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق ہوں گے۔ تو یہ محاسن اخلاق کہلائیں گے اور اگر قرآن وسنت کے معیار پر پورے نہیں اترتے ہو تو یہ رذائل اخلاق بن جائیں گے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ اخلاق حسنہ اور اخلاق رذیلہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''خصوصاً علم دین، وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، صدق، عدل، حیا، دل اور لسان وغیرہ خوبیوں (اخلاق حسنہ) کے فضائل، حرص طمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، خیانت، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہ برائیوں (اخلاق رزیلہ) کے رذائل پڑھائے''۔

(احمد رضا:1987:47)

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ تعلقات ما بین المسلمین محبت پر استوار ہوں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ آپ کے نزدیک حقوق العباد متعین شدہ ہیں۔ حقوق کے ساتھ فرائض بھی شامل ہیں ایک مسلمان کے اگر کچھ حقوق ہیں تو لازماً اس کے ذمے کچھ فرائض بھی ہوں گے۔ جن کی ادائیگی ضروری ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک اخلاق کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ انسان اپنی

زندگی کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ڈھال لے اور اسوہ رسول ﷺ کو ہر دم پیش نظر رکھے۔ آپ کہتے ہیں کہ تدریس اور تبلیغ میں بھی اخلاق کا پہلو اور دامن چھوٹنے نہ پائے۔ بلکہ اخلاق اور حکمت تدریس تعلیم اور تبلیغ اسلام کے لیے لازمی حصہ ہے۔

تصور علم:

علمیات فلسفہ حیات کا بنیادی تصور اور موضوع ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تمام علوم کا مرکز ومحور قرآن و حدیث ہے۔ آپ علم کے بارے میں بہت باریک بینی، دوراندیشی اور وسیع النظری سے سوچتے ہیں اور ایک بڑا واضح اور مخصوص انداز فکر رکھتے ہیں۔ آپ علم کو حدیث مبارکہ ''العلم نور'' کی روشنی میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ کے نزدیک حتمی اور قطعی سرچشمہ علم وحی الٰہی ہے اور باقی ذرائع علم کی صداقت کو اس سرچشمہ علم کی کسوٹی پر پرکھا جا سکتا ہے۔ آپ تعلیم کو ایک اکائی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی تقسیم ممکن نہیں ہے مگر سہولت کی خاطر اسے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے خیال میں تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فہم دین اسلام سے حاصل کیا جائے اگر تعلیم دین فہمی میں معاون نہیں تو وہ بے کار اور وقت کا ضیاع ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیاوی علوم بھی اگر حسن نیت کے ساتھ حاصل کئے جائیں تو وہی دینی تعلیم بن جائے گی۔

(جلال:35:1987)

باب سوم

متعلقہ مواد ------ تجزیہ

امام احمد رضا خان بریلویؒ ---- تعلیمی تصورات وخدمات

علم ------------ کیا ہے؟

علم جہالت کی ضد ہے۔ علم کے لغوی معنی دانائی و آگاہی کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں علم حقائق کے ادراک اور اشیاء کے عرفان اور وقوف کا نام ہے۔

علم وہ عطیہ ہے جو فرد اور معاشرہ کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی وترقی سے ہمکنار کرتا ہے۔ علم وسعت وعظمت کا نام ہے۔ علم کے سمندروں کا ہر ایک گوہر انمول اور علم کے ساحل کا ہر ایک ریزہ مثل دُرِنایاب ہے۔

علم کسی چیز یا شے کا نام نہیں بلکہ علم کائنات کی حیرتوں کو معلوم کر لینے اور زینہ بہ زینہ حاصل ہوتی ہوئی ان معلومات کو سہارا بنا کر مستقبل کی بعید بلندیوں تک راستوں کو روشن کر دینے کا نام ہے۔ دنیا میں جو چیز انسان کو باقی جانداروں سے ممتاز کرتی ہے اور جو اسے اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کرتی ہے وہ اس کا شعور اور علم ہے۔ علم وہ طاقت ہے جس کے زور پر تہذیب ارتقاء کی منازل طے کرتی ہوئی اپنی موجودہ ترقی یافتہ

شکل تک پہنچتی ہے۔ اسی کے بل بوتے پر دنیا کی عظیم تہذیبیں پروان چڑھیں اور نسل انسانی نے اپنے اپنے مخصوص تمدن کی آبیاری کی۔

(امتیاز:1986:68)

اسلامی نظام تعلیم کا خاص امتیاز علم دوستی ہے۔ اسلام میں تحصیل علم اساس حیات ہے۔ قرآن مجید میں رسول ﷺ پر سب سے پہلے وحی نازل ہوئی۔ اس میں پہلا حکم پڑھنے کا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے۔

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

قرآن مجید کے مطابق علم اللہ کی عطا، اس کی رحمت اور اس کی ملکیت ہے۔ علم روشنی ہے۔ نور ونگہت ہے۔ علم وجدان ہے۔ معرفت ہے۔ علم آرزو ہے۔ طلب ہے، علم حرکت ہے۔ جستجو ہے۔ علم زندگی ہے نہ ختم ہونے والا سفر ہے۔ غرض یہ کہ اسلام علم کی جتنی توقیر اور تقدس کرتا ہے۔ دنیا کا کوئی دوسرا نظام فکر علم کو اتنی اہمیت نہیں دیتا۔ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس میں حصول علم پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ علم کے بغیر ایمان بھی ممکن نہیں۔

علم کی تعریف:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ علم کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

''علم وہ نور ہے جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی۔ اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی''۔

ایک دوسری جگہ امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''علم وہ ہے جو مصطفیٰ ﷺ کا ترکہ ہے''۔

(احمد رضا:17:1987)

علم کی اقسام
ملکیت کے لحاظ سے
فائدہ وضرر کے لحاظ سے
ذریعہ علم کے لحاظ سے
نفع وضرر کے لحاظ سے
علم ذاتی
علم عطائی
علم محمودہ
علم مذمومہ
علم نقلیہ
علم عقلیہ
علم نافع
علم غیر نافع
حقیقتِ علم کے لحاظ سے
نظریہ وکسب کے لحاظ سے
انسانی زندگی کے لحاظ سے
اہمیت وضرورت کے لحاظ سے
علم مقصودہ
علم عالیہ
نظری علم
فنی علم
ظاہری علوم
باطنی علوم
علم فرض
علم فرض کفایہ
علم مباح
علم مکروہ
علم حرام
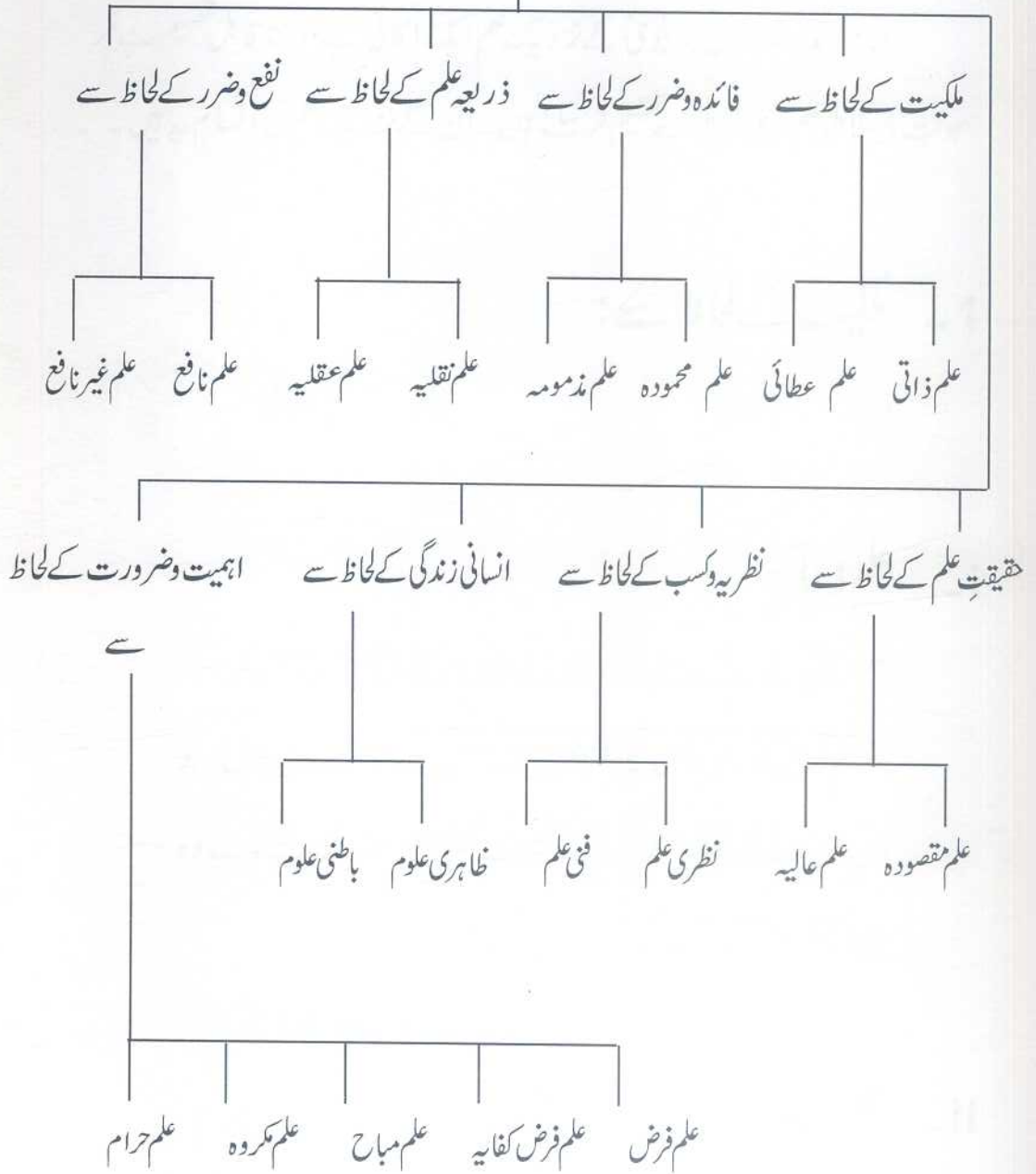
علم کی اقسام:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک علم ایک اکائی ہے اور ناقابل تقسیم ہے مگر سہولت کی خاطر علم کو کئی لحاظ سے تقسیم کر سکتے ہیں۔ان کے نزدیک علم کی اقسام یہ ہیں۔

1۔ ملکیت کے لحاظ سے:

i۔ علم ذاتی ii۔ علم عطائی

i۔ علم ذاتی:

علم ذاتی کے بارے میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے۔اس کے غیر کے لیے محال، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک کمتر سے کمتر، غیر اللہ کے لیے مانے وہ یقیناً کافرومشرک ہے''۔

(احمد رضا:18:1987)

ii۔ علم عطائی:

یعنی اللہ اپنی مخلوق کو بھی علم کی نعمت سے نوازتا ہے اور یہ علم، علم عطائی

کہلاتا ہے۔

2۔ فائدہ وضرر کے لحاظ سے:

i۔ علم محمودہ ii۔ علم مذمومہ

i۔ علم محمودہ:

یہ وہ علم ہے جو قرآن وسنت سے مطابقت رکھتا ہو اور قرآن وحدیث کو سمجھنے میں

مددگار ثابت ہو۔

ii۔ علم مذمومہ:

وہ علم جس کو قرآن وحدیث نے حرام قرار دیا ہے اور جس سے کفریات اور امور

مخالفہ شرع کی تعلیم دی جاتی ہے۔

3۔ ذریعہ علم کے لحاظ سے:

i۔ علم نقلیہ ii۔ علم عقلیہ

i۔ علم نقلیہ:

وہ علم جو اصل ماخذ سے حاصل کیا جائے اور اس کو آئندہ ہو بہو نقل کے ذریعے

سے حاصل کیا جاتا ہے اور سکھایا جاتا ہے۔ جیسے قرآن وحدیث وغیرہ یہ علم وحی سے متعلقہ ہوتا ہے اور عطائے ربانی ہے۔ لہذا اسے علم الٰہیہ بھی کہتے ہیں۔

ii۔ علم عقلیہ

اس علم کو فکری علم کا نام بھی دیا جاتا ہے اور یہ علم انسان اپنی محنت اور عقل سے حاصل کرتا ہے۔ جیسے علم فلسفہ، علم فزکس وغیرہ۔

4۔ نفع وضرر کے لحاظ سے:

i۔ علم نافع   ii۔ علم غیر نافع

i۔ علم نافع:

وہ علم جو اسلامی شرع کے مطابق زندگی کو بہتر طور پر گزارنے کے قابل بنائے اور سوچ سمجھ کے مطابق ہو۔

ii۔ علم غیر نافع:

وہ علم ہے جو نہ تو انسان کی عملی زندگی میں کام آئے اور نہ ہی اس سے ایمان اور عقیدہ میں پختگی آسکتی ہو۔

5۔ حقیقت کے لحاظ سے:

i۔ علم مقصودہ ii۔ علم عالیہ

i۔ علم مقصودہ:

علم مقصودہ وہ علم ہے جس کا حصول ہی مقصد حیات ہو۔ قرآن و حدیث، فقہ و غیرہ علم مقصودہ میں شامل علوم ہیں۔

ii۔ علم عالیہ:

وہ علم جو علم مقصودہ (قرآن، حدیث، فقہ) کے حصول میں مددگار و معاون ثابت ہو علم عالیہ کہلاتا ہے۔ زبان، صرف و نحو، لغت، معانی وغیرہ کا شمار علم عالیہ میں ہوتا ہے۔

6۔ نظریہ و کسب کے لحاظ سے:

i۔ نظری علم ii۔ فنی علم

i۔ نظری علم:

یہ وہ علم ہے جس کا تعلق محض اور محض عقل، دل اور سوچ و فکر سے ہوتا ہے۔ علم

الکلام، علم فلسفہ اور علم العقائد وغیرہ کا تعلق نظری علم سے ہوتا ہے۔

ii۔ فنی علم:

ایسا علم جو کسی پیشہ کو اپنانے اور ذریعہ معاش اختیار کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ فنی علم کہلاتا ہے۔ طبعی و صنعتی، کاروباری علوم؛ زرعی علم کا شمار اسی علم میں ہوتا ہے۔

7۔ انسانی زندگی کے اعتبار سے:

i۔ ظاہری علوم　　　　ii۔ روحانی علوم

i۔ ظاہری علوم:

وہ علم یا علوم ہیں جو انسانی زندگی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً علم تاریخ، علم فقہ، علم سیاسیات وغیرہ۔

ii۔ روحانی علم/ باطنی علم:

وہ علوم جو روح کی تسکین، اطمینان، پاکیزگی و بالیدگی کے لیے ضروری ہیں۔ اس سے انسان میں سوچ و فکری انداز اور طرز عمل میں خلوص و محبت کے جذبات فروغ

پاتے ہیں۔ معرفت الٰہی کا حصول ممکن ہوتا ہے اور حقیقت کائنات اور دنیا کے بارے میں جانا جاتا ہے۔

8۔ اہمیت وضروریات کے اعتبار سے:

i۔ علم فرض ii۔ علم کفایہ

iii۔ علم مباح iv۔ علم مکروہ

v۔ علم حرام

i۔ علم فرض:

ایسا علم جو زندگی گزارنے کے لیے (کسی پیشے سے متعلق جو انسان نے اختیار کرنا ہوتا ہے) اس کی تحصیل فرض ہے۔ اس میں معاملات، عبادات اور اعتقادات شامل ہیں۔

ii۔ علم کفایہ:

یہ ایسا علم ہے جو معاشرہ کی ضرورت تو ہو مگر سب افراد معاشرہ کے لیے ضروری نہیں۔ چند افراد ہی سیکھ لیں تو دوسروں پر ان کا حاصل کرنا فرض نہیں ہوتا۔ مثلاً فقہ، تفسیر

،حدیث وغیرہ۔

iii۔ علم مباح:

ایسا علم جن کا سیکھنا یا نہ سیکھنا ضروری اور اہم نہیں۔ان علوم کے سیکھنے کی اسلام اجازت دیتا ہے مثلاً جغرافیہ، تاریخ وغیرہ۔ اگر یہ علم اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوں تو یہ ایک مباح ہوگا۔

iv۔ علم مکروہ:

ایسا علم جو فرائض شرعی سے غافل کرے اور وقت کے ضیاع کا باعث ہو۔ جیسے کہ علم ہندسہ، فلسفہ، منطق وغیرہ۔

v۔ علم حرام:

ایسا علم جو اسلامی تعلیمات کی رو سے جائز نہ ہو اور وہ سراسر نقصان کا باعث ہو اور اس کا کچھ فائدہ بھی نہ ہو جیسے کہ جادو، ٹونہ، فلسفہ قدیمہ وغیرہ۔

ذرائع علم

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک علم کے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں:

i۔ وحی

اسلام میں حتمی اور یقینی ذریعہ علم وحی ہے۔ وحی سب سے حتمی اور مستند ترین ذریعہ علم ہے۔اس ذریعہ میں کسی غلطی یا کذب نام کی کوئی چیز نہیں۔

ii۔ الہام:

الہام اہم ذریعہ علم ہے لیکن وحی سے کم درجے کا ہے اور یہ غیر انبیاء کو بھی ہوتا ہے۔کسی صالح انسان کے دل میں کسی چیز یا امر کے بارے میں خدا کے حکم سے اشارہ یا حکم کر دیا جاتا ہے،تو یہ الہام کہلاتا ہے۔

iii۔ کشف:

علم کا تیسرا بڑا ذریعہ کشف ہے۔اس میں کسی آدمی پر کسی چیز کے بارے میں

اچانک راز منکشف ہو جاتا ہے۔اس مرد صالح کو مقام یا چیز اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔کشف اور الہام اس آدمی کا قابل قبول ہے جو متعلقہ مضمون میں مہارت رکھتا ہو

iv۔ عقل:

عقل قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔انسان اور حیوان میں وجہ امتیاز ہے۔فلسفیوں کے نزدیک سب سے بڑا ذریعہ علم ہے۔مگر امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک عقل کا درجہ وحی سے کم ہے اور ہر استدلال اور معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق ہی پرکھا جاتا ہے۔

v۔ حواس خمسہ:

عقل کے بعد حواس خمسہ کا درجہ آتا ہے اور یہ تقریباً ہر انسان کو حاصل ہے۔ زبان، آنکھ، ناک، چھونے کے اعضاء، حصول علم کے اعضاء ہیں۔اور انسانی معلومات اور علم کی بڑی تعداد حواس خمسہ کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے۔

vi۔ سند:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے فرمایا کہ علم افواہ ورجال سے بھی حاصل ہوتا ہے اور کتب بینی بھی ذریعہ علم ہے۔ سند میں اقوال زرین اور ضرب الامثال زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی وقت کے مستند افراد کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

حتمی علم:

جب بھی کوئی مسئلہ پیش آیا تو اس کے جواب کے حصول کے لیے قرآن سے مدد لی جاتی ہے۔ انسانی ضروریات اور معاملات سلجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رشد و ہدایت کا پروگرام عطا فرمایا۔ لہذا سب سے حتمی اور قطعی سرچشمہ علم اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے اور وہ ہے وحی الٰہی اور باقی علوم ذرائع صداقت کو اس سرچشمہ علم کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔

ذرائع علم کو امام احمد رضا خاں بریلویؒ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''اللہ عزوجل نے بندے بنائے اور انہیں کان، آنکھ، ناک، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ۔ آلات و جوارح عطا فرمائے اور انہیں کام میں

لانے کا طریقہ الہام کیا اوران کے ارادے کا تابع وفرماں بردار کر
دیا کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں ۔ پھر اعلیٰ درجہ
کے شریعت جو ہر یعنی عقل سے ممتاز فرمائے ۔ جس سے تمام حیوانات
پر انسان کا رتبہ بڑھایا یا عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی ۔
خیر وشر، نفع ونقصان حواس ظاہری جنہیں نہ پہچان سکتے تھے ۔ پھر اسے
بھی فقط اپنی سمجھ پر بے کس و بے یار نہ چھوڑا ۔ الغرض لاکھوں باتیں
ایسی ہیں جن کا عقل خود ادراک نہیں کرسکتی تھی اور جن کا ادراک ممکن
تھا ۔ ان میں لغزش کرنے یا ٹھوکر کھانے سے پناہ کے لیے کوئی
زبردست دامن یا نمونہ رکھتی تھی ۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتب اتار کر ذرا
ذرا بات کا احسن وقبح خوب جتا کر اپنی نعمت تمام وکمال فرمادی اور
کسی عذر کی جگہ نہ چھوڑی'' ۔

(احمد رضا:1940:47)

تعلیم --------- کیا ہے؟

تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ایک قوم خود آگاہی حاصل کرتی ہے ۔

اس عمل سے افراد کے احساس اور شعور کو نکھار ملتا ہے۔ تعلیم نئ نسل کو زندگی گزارنے کے طریقوں کا شعور دیتی ہے اور اس میں زندگی کے مقاصد اور فرائض کا احساس پیدا کرتی ہے۔ تعلیم انسان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی تربیت کرتی ہے اور ان کو سنوارتی ہے۔ نیز اخلاقی اقدار کو جلا دینا تعلیم کا اہم فریضہ ہے۔

تعلیم ایک ہمہ گیر عمل ہے جو نہ صرف کسی قوم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ بلکہ ایک قوم کی زندگی کا انحصار تعلیم پر ہوتا ہے۔ ایک چینی کہاوت اس بات کی بالکل درست عکاسی کرتی ہے۔

> ''تمہارا منصوبہ اگر سال بھر کے لیے ہے تو فصل کاشت کرو۔ اگر دس سال کے لیے ہے تو درخت اگاؤ اور اگر یہ منصوبہ دائمی ہے تو مناسب افراد پیدا کرو اور تعلیم ہی وہ عمل ہے جس سے افراد کی تعمیر ممکن ہے''۔
>
> (سخی:37:1993)

تعلیم کا لغوی معنی:

لفظ ''تعلیم'' عربی زبان کے لفظ ''علم'' سے ماخوذ ہے اور عربی میں علم کے معنی درج ذیل ہیں۔

☆ کسی چیز کو کما حقہ جاننا، پہچاننا

☆ حقیقت کی گہرائی کا ادراک کرنا

☆ یقین کرنا

☆ محسوس کرنا

☆ محکم طور پر معلوم کرنا

☆ کسی سمت رہنمائی کرنا

☆ اندر کی صلاحیتوں کو جلا دینا یا دبی ہوئی صلاحیتوں کو ابھارنا۔

(شاہد:1999:15)

تعلیم کی تعریف:

تعلیم ایک عملی عمل ہے اور اس کے ذریعے ہم متعدد ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دیتے ہیں اور معاشرے میں مطابقت حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم فرد کی صلاحیتوں اور کردار کو صحیح سمت میں ترقی دینے کا نام ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نظریہ فکر کے تحت تعلیم کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے۔ جس میں انسان کی قوت نظریہ وعلمیہ کو

فساد سے محفوظ اور فضائل سے مزین کر کے حق و باطل کو صحیح طور پر پہچان لینے کے بعد رضائے الٰہی کے حصول کے لیے احقاق حق اور ابطال باطل کے قابل بنایا جاتا ہے۔تاکہ اخروی فلاح حاصل ہو سکے''۔

(عبدالقیوم:1998:128)

اہمیت تعلیم:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم اور انسان لازم وملزوم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے ساتھ ہی تعلیم انسان کا بندوبست بھی کر دیا تھا۔اس لیے انسان کا معلم اوّل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

تعلیم وتعلم کے بغیر زندگی گزاری نہیں جا سکتی۔تعلیم انسان کے لیے کوئی نہ کوئی راہ نکالتی ہے اور کسی نہ کسی راستے کا تعین کرتی ہے۔تعلیم کے بغیر انسان کی زندگی حیوانی زندگی سے بھی بدتر ہو جائے گی۔امام احمد رضا خاں بریلویؒ قرآن وسنت کے حوالے سے تعلیم کی اہمیت کو بیان فرماتے ہیں:

1۔ حصول علم حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ ہے۔

2۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے اور عادات واطوار کی بہتری کے لیے تعلیم ضروری ہے۔

3۔ دنیا کا کوئی بھی شخص سب چیزوں کے بارے میں نہیں جانتا بلکہ وہ دوسروں سے پوچھنے پر مجبور ہوتا ہے۔

4۔ بے علم لوگ اندھوں کی طرح ہیں۔

5۔ سیرت انسان کے لیے علم نہ صرف ناگزیر ہے بلکہ انسانی معاشرے کی اہم ضرورت بھی ہے اور اس کے بغیر کوئی نظام بھی چل نہیں سکتا۔

6۔ علم کی بدولت انسان حیوان سے ممتاز اور افضل ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک مقاصد تعلیم

(1) علمی و نظریاتی مقاصد تعلیم
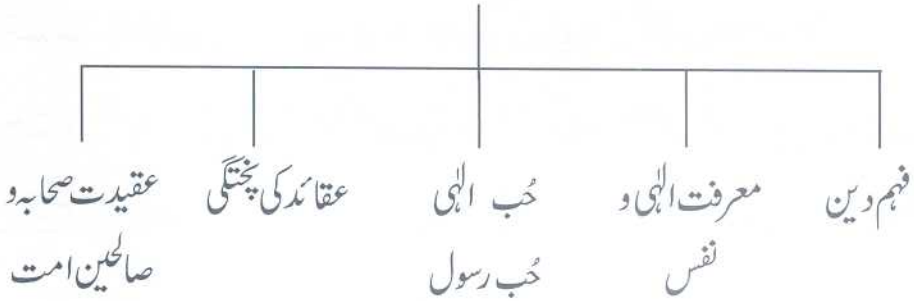
مقاصد تعلیم:

تعلیم کا مطلب واضح ہو جانے کے بعد ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم کے مقاصد کیا ہیں؟ ہمیں تعلیم کیوں حاصل کرنی ہے؟ تعلیم کے عمل میں اغراض و مقاصد کا تعین بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جب تک تعلیم کے مقاصد کا تعین نہ ہو گا اس وقت تک تعلیم کا عمل بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور ہم تعلیمی عمل کی کوئی راہ متعین نہیں کر سکیں گے۔

مقاصد کی اہمیت کے پیش نظر امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے مقاصد تعلیم مختلف

تصانیف وتالیفات میں بیان فرمائے ہیں۔ ان کے بیان کردہ مقاصد تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ علمی ونظریاتی مقاصد تعلیم۔

2۔ عملی مقاصد تعلیم۔

1۔ علمی ونظریاتی مقاصد تعلیم:

نظریاتی مقاصد کا تعلق انسان کی عقل، دل اور ذہن سے ہے۔ انسان کی سوچ اور فکر کس انداز کی ہو؟ یہ علمی اور نظریاتی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

i۔ فہم دین

ii۔ معرفت الٰہی ونفس

iii۔ حب الٰہی وحب رسول ﷺ

iv۔ عقائد کی پختگی

v۔ عقیدت صحابہ وصالحین امت

i۔ فہم دین:

اسلامی تعلیم کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ دین کا فہم حاصل کیا جائے اور یہ کہ ہر مضمون اور ہر علم کو فہم دین کے مقصد کے پیش نظر سیکھا جائے اور یہ کہ تفقہ فی الدین کی

قوت حاصل کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی تشریحات سے متعلق اسلاف کی تحقیقات کو سمجھانے کی استعداد رکھنا۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''علم ہیات ، ہندسہ ، لوگارشات ،فنون ریاضی میں میری مشغولیت حصول مہارت کے لیے نہیں ہوتی بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہوا کرتی ہے۔ ہاں بعض دفعہ روزہ اور نماز کے اوقات کی تحدید کے لیے اور پیمانوں کے فائدہ کی خاطر نظام الاوقات مرتب کرنے کے لیے فنون مذکورہ کی جانب بالقصد متوجہ ہوتا ہوں''

(جلال:1987:64)

آپ کے نزدیک تعلیم کا مقصد دین فہمی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے پر چلنا ہے۔ تعلیم اگر دین کو سمجھنے میں مدد نہیں دیتی تو ایسی تعلیم بے کار ہے اور وقت کا ضیاع ہے۔ آپ کے خیال میں دین فہمی یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ نیکی کیا ہے؟ اور بدی کیا ہے؟ خیر کیا ہے اور شر کیا ہے؟ معروف کیا ہے؟ اور منکر کیا ہے؟

ii۔ معرفت الٰہی ونفس:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک دوسرا بڑا علمی مقصد معرفت الٰہی ونفس

ہے ۔یعنی انسان اپنے خالق سے واقف ہو جائے اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا مالک اوررب کون ہے؟ وہ کس کا بندہ ہے اور اسے اپنی حیثیت معلوم ہو جائے ۔اس کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد کیا ہے ؟اور دنیا میں اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں ؟اور اسے کس طرح زندگی گزارنا ہے؟

iii۔ حب الٰہی وحب رسول ﷺ:

تعلیم دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لینے کے بعد تقاضا کرتی ہے کہ اللہ اور اور اسکے رسول ﷺ سے محبت کی جائے ۔امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تمام تعلیمات کا اوّلین مقصد بارگاہ الٰہی اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں نیازمندانہ وابستگی دل اور محبت پیدا کرنا ہے ۔ایمان کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کی جائے ۔آپ فرماتے ہیں کہ

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انساں ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک حب رسول ﷺ کے بغیر ایمان تکمیل

نہیں پا سکتا۔ ایمان نہیں تو اسلام نہیں۔

iv۔ عقائد کی پختگی:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کا ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ کسی مذہب یا دین کے متعلقہ نظریات وعقائد کو بار بار دہرا کر طلبہ کے ذہن میں ان کو پختہ کر دیا جائے تا کہ بعد میں ان کے اعمال ان عقائد ونظریات کی عکاسی کریں۔ اگر کسی تعلیمی نظام میں عقائد ونظریات فراہم نہیں کئے جاتے تو وہ تعلیمی نظام زیادہ دیر نہیں چلتا۔ آپ کے نزدیک عقائد میں توحید، رسالت، ملائکہ، الہامی کتب اور آخرت سے متعلقہ عقائد نہیں۔ جب تک طلبہ کو ان کے بارے میں تعلیم نہیں دی جاتی اور ان کے عقائد پختہ نہیں کئے جاتے وہ اسلامی زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔

v۔ عقیدت صحابہؓ وصالحین امت:

جو قوم اپنے اسلاف کو بھول جاتی ہے انہیں نظر انداز کر دیتی ہے۔ وہ قوم کبھی بھی دنیا میں اپنا مقام نہیں بنا سکتی۔ اس لیے تعلیم کے علمی و نظریاتی مقاصد میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ طلبہ اپنے اسلاف کے کارناموں اور خدمات سے واقف رہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اپنی تاریخ پر فخر کریں۔ امام احمد رضا

خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ

''دین کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ صحابہؓ کے ساتھ عقیدت کا جذبہ پیدا کیا جائے اور صالحین امت سے محبت رکھی جائے اور ان کے عقائد اور نظریات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں فروغ دیا جائے۔''

(جلال:1987:65)

عملی مقاصد تعلیم:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کے عملی مقاصد یہ ہیں کہ:

''حق کی بقا اور حق کے قیام کے لیے ایسی قوت تیار کرنا جو تعلیم دین کے ساتھ ساتھ اس کی بقاء اور تحفظ کے لیے ایثار و قربانی، مشکلات اور پریشانی برداشت کر سکے۔ تاکہ کلمہ حق کو بلند کرتے ہوئے جو مصائب و آلام درپیش ہوں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے ثابت قدم رہ سکیں''۔

اس اعلیٰ اور مشکل مقصد کے حصول کے لیے تعلیم کے چند اہم مقاصد اور بھی ہیں جن کا حصول لازمی ہے۔

i۔	بندگی خدااور اطاعت رسول ﷺ	ii۔	خلافت محمدی ﷺ
iii۔	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	iv۔	مطابقت معاشرہ
v ۔	تعمیر شخصیت وکردار سازی	vi۔	وقار وسکون
vii۔	حصول زر	viii۔	تفکر فی الخلق اور تزکیہ نفس

i۔ بندگی خدااور اطاعت رسول ﷺ:

اسلام اللہ کا دین ہے اس لیے تعلیم دین کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جائے اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور طالبعلموں کو اس بات کا پابند بنایا جائے۔ ان کو یہ سکھایا جائے کہ وہ کس طرح اپنی زندگی کو احکام الٰہی اور سنت رسول ﷺ کی پابندی کرتے ہوئے سرانجام دیں۔

ii۔ خلافت محمدی ﷺ:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک انبیاء خلیفہ اللہ ہیں۔ اور باقی تمام انسان خلفاء انبیاء ہو سکتے ہیں۔ اس لیے تعلیم کے ذریعے بچوں کو اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ رسول ﷺ کے وارث ثابت ہوں۔ دین اسلام کی جو خدمات آپ نے سرانجام

دیں اور اشاعت اسلام اور قیام حق کا جو فریضہ امت پر فرض کیا گیا ہے۔ اس کو پورا کیا جا سکے اس طرح بچوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ جانشینی محمدی ﷺ کا حق ادا کر سکیں۔

iii۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

تعلیم کے ذریعے سے افراد کا ایسا گروہ تیار کرنا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو نافذ کریں اور جن باتوں سے منع فرمایا گیا ہے ان سے نہ صرف خود رک جائیں بلکہ دوسروں کو بھی روک دیں۔ احکام الٰہی کو دوسروں تک منتقل کریں۔ نیکی کو پھیلائیں اور برائی کو روکیں۔ یہ مقصد اس لیے بھی ضروری ہے کہ دنیا میں امن و سلامتی قائم رہے اور قوانین خداوندی کا راج ہو۔

iv۔ مطابقت معاشرہ:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ تعلیم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے والوں کو معاشرہ میں انکا مقام اور جگہ مل سکے۔ معاشرہ میں رہتے ہوئے وہ معاشرتی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔ تعلیمات اسلام کے تحت زندگی گزار سکیں۔ اس کے لیے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ تا کہ وہ

دوسروں کی رہنمائی کر سکے اور تعلیم سے محروم افراد کی مدد کر سکے۔

v۔ تعمیر شخصیت و کردار سازی:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی شخصیت کی تعمیر کی جا سکے۔ اس کی خفیہ اور پوشیدہ صلاحیتوں کی نشو ونما کی جائے تا کہ شخصیت تکمیل پا سکے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ انسان اور انسان کے درمیان تعلقات کو بہتر کیا جائے۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن وسلوک اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے اور آپس میں محبت و رواداری پیدا کرتے ہوئے زندگی کے معاملات کو بحسن و خوبی سرانجام دیا جائے۔

vi۔ وقار وسکون:

تعلیم کا ایک اہم مقصد زندگی میں سکون اور وقار پیدا کرنا ہے۔ تعلیم کے بعد بھی اگر زندگی وقار وسکون کی کیفیت سے عاری ہو تو تعلیم محض ایک بوجھ ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ وقار وسکون کو تعلیم کی غرض بتاتے ہوئے حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ علم سیکھو اور علم کے لیے وقار وسکون

سیکھو''۔

(جلال:93:1987)

vii۔ تعلیم اور حصول زر:

جدید ماہرین تعلیم نے تو تعلیم برائے حصول زر کو معاشرتی نقطہ نظر سے پیش کیا ہے لیکن امام احمد رضا خاں بریلویؒ اس نظریہ کو خالص مذہبی اور دینی اعتبار سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ کے نزدیک علم حاصل کرنے کا مقصد خداشناسی، خودشناسی، خدمت دین اور خدمت معاشرہ ہے۔ آپ کا نظریہ یہ ہے کہ محمود شرع کی غرض سے علم حاصل کرو۔

رزق علم نہیں ہے وہ تو رازق مطلق کے پاس ہے۔ وہ خود بندوں کا کفیل ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ تعلیم اور حصول زر کو اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں واضح کرتے ہیں کہ:

''جس شخص نے علم (دین) کو طلب مال کا ذریعہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو مسخ فرما دیتا ہے۔ اس کو اس کی ایڑیوں پر پھیر دیتا ہے اور آگ اس کے لیے بہت ہے''۔

(احمد رضا:22:1987)

viii۔ تفکر فی الخلق اور تزکیہ نفس:

تعلیم کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ افراد میں کائنات میں غور وفکر پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاے۔ اور اس صلاحیت سے قدرت خداوندی کا نظارہ کرے اور عبرت حاصل کرے۔

افراد میں خوف خدا پیدا کیا جائے تاکہ خوف الٰہی، حب الٰہی اور تقویٰ سے ان کے قلوب کا تزکیہ ہو سکے۔ ان کی کردار سازی ہو۔ دلی بیماریوں اور خواہشات و آلائشوں سے محفوظ ہو۔

نصاب تعلیم:

وہ اقوام جو اپنی آزادی فکر پر فخر کرتی ہیں۔ جو اپنے نظریہ حیات ملی کے تحفظ کی خاطر ہر قسم کی قربانی پر مستعد اور کمر بستہ ہوتی ہیں اور جن کا منتہائے مقصود اقوام وملل عالم میں سر بلندی اور سرفرازی ہوا کرتا ہے۔ وہی اقوام شد و مد کے ساتھ اپنے تعلیمی نصاب کو درست اور اپنے نظریہ تعلیم کو نظریہ حیات سے ہم آہنگ کرنے میں کوشاں رہتی ہیں۔

نصاب کی تعریف:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصورات تعلیم کے مطابق نصاب کی تعریف اس

طرح ہے۔

''نصاب ان تمام نظریات وعملیات کا نام ہے۔جنہیں مقاصد تعلیم کے

حصول کے

لیے مکتب کے زیرنگرانی طلباء کے اندر پیدا کیا جاتا ہے''۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک نصاب کی خصوصیات:

نصاب کی خصوصیات سے مراد یہ ہے کہ نصاب کیسا ہونا چاہیے اور کن خوبیوں کو مدنظر رکھ کر مدون کیا جائے۔امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک کسی بھی نصاب میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہونی چاہیں۔
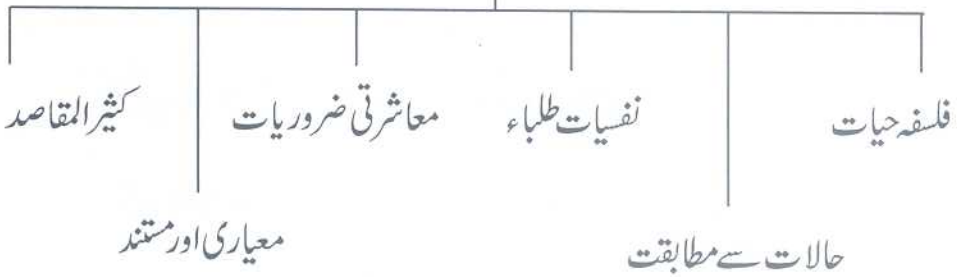
فلسفہ حیات:

نصاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ فلسفہ حیات سے مطابقت رکھتا ہو۔ اگر نصاب فلسفہ حیات کے مطابق نہیں ہوگا تو وفادار اور محبّ وطن شہری پیدا کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

> ''غیر دین کی ایسی تعلیم کہ وہ دین کو روکے قطعاً حرام ہے۔ فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی، نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہو جیسے وجود آسمان سے انکار یا وجود جن و شیطان کا انکار''۔

(احمد رضا:159:1987)

نفسیات طلباء:

نصاب کو طلباء کی عمر اور صلاحیتوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ تاکہ تعلیم و تعلم میں آسانی رہے۔ ابتدائی تعلیم کے نصاب اور اس کے متعلقات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''ابتدائی عمر میں زبان کھلتے ہی اللہ اللہ، پھر کلمہ طیبہ سکھائے۔ جب تمیز آئے، آداب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے چلنے،

پھرنے، حیاء لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد کے آداب، دختر
کو شوہر کی اطاعت کے طریق و آداب، قرآن مجید پڑھایا جائے۔
عقائد اسلام و سنت سکھائے''۔

(احمد رضا:47:1987)

اس بیان میں ابتدائی تعلیم کے اصول نفسیات کو پوری طرح اجاگر کیا گیا ہے۔
اور یہی وہ خوبی ہے جس سے مقاصد تعلیم کے حصول میں مدد مل سکتی ہے۔

معاشرتی ضروریات:

وہی نصاب معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ جس میں معاشرتی ضروریات
کا خیال رکھا جائے گا۔ تاکہ جو طلباء فارغ التحصیل ہوں وہ معاشرے میں مطابقت پیدا
کرسکیں۔ اور معاشرے کی ضروریات کو بھی پورا کرسکیں۔
وہ علوم و فنون جس میں کوئی معاشرتی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں۔ ایسے
نصاب پر امام احمد رضا خاں بریلوی تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''انگریزی اور بے سود تضیع اوقات تعلیم کو جس سے کچھ کام دین تو دین
دنیا میں بھی نہیں پڑتا صرف اس لیے (حکومت انگریز کے دور میں

سرکاری مدرسوں کی بات ہے) رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ان مہملات میں مشغول ہوکر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہونہ جانیں کہ ہم کیا ہیں؟ اور ہمارا دین کیا ہے؟''۔

(احمد رضا:93:1920)

کثیرالمقاصد:

نصاب کی ایک خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ جامع اور جملہ مقاصد کا آئینہ دار ہو اور عملی تربیت بھی۔ اور سب سے ضروری بات نظریہ حیات سے وابستگی پیدا کرنا ہے۔

حالات سے مطابقت:

چونکہ اچھا نصاب تخلیقی صلاحیتں پیدا کرتا ہے۔ لہذا نصاب ایسا ہو جو زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق بدلا بھی جا سکے۔ لیکن اس کے مقرر کردہ اصول متاثر نہ ہوں۔

جب درس نظامی رائج ہوا تو اس وقت غیر مسلم فلاسفر اور مفکرین مسلمانوں سے عقلی اور منطقی لحاظ سے مناظرے کرتے تھے۔ لہذا درس نظامی میں فلسفہ، منطق اور حکمت کو شامل کیا گیا تا کہ غیر مسلموں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ لیکن بعد میں فلسفہ و منطق کی وہ

اہمیت وافادیت نہ رہی جو پہلے تھی۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فلسفہ و منطق کے برعکس منقولات (علوم نقلیہ) کو نصاب کا حصہ بنانے کے حامی تھے۔

معیاری اور مستند:

نصاب کو معیاری اور مستند معلومات پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ اگر نصاب معیاری اور مستند نہ ہوگا تو علم کا صحیح حصول بھی ممکن نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا عملی زندگی میں اطلاق ہو سکے گا۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک معیار حق وصداقت ہے کیونکہ سائنس سمیت تمام علوم عقلیہ ترقی پزیر ہیں اور ترقی پزیر شے مکمل نہیں ہوتی۔
قرآنی آیات واحادیث مکمل اور غیر متبدل ہیں۔ نامکمل کو مکمل کی روشنی میں جانچا جا سکتا ہے۔ مکمل کو نامکمل پر پرکھنا جنون ہی ہوسکتا ہے''۔

(سلیم:2001:44,43)

نصاب میں شامل علوم ومضامین:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم سے مراد دینی تعلیم ہے اور دین پوری زندگی پر حاوی ہے۔ لہذا تعلیم کا مقصد بھی پوری زندگی کی اصلاح اور بہتری ہے۔ آپ کے نزدیک نصاب کچھ ایسے مضامین وعلوم پر مشتمل ہو جن کی تعلیم و تربیت سب کے لیے ضروری اور لازمی ہو اور بعض مضامین کو طلباء کی مرضی اور دلچسپی اور ضروریات پر چھوڑ دینا چاہیے اور یہ مضامین وعلوم ایسے ہوتے ہیں جن کی تعلیم وتحصیل ہر مسلمان کے لیے لازمی نہیں ہوتی۔ ایسے مضامیں وعلوم اختیاری ہوتے ہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک ایک معاشرہ میں نظام تعلیم کے نصاب میں شامل علوم ومضامین کی تقسیم اس طرح کی جاسکتی ہے۔
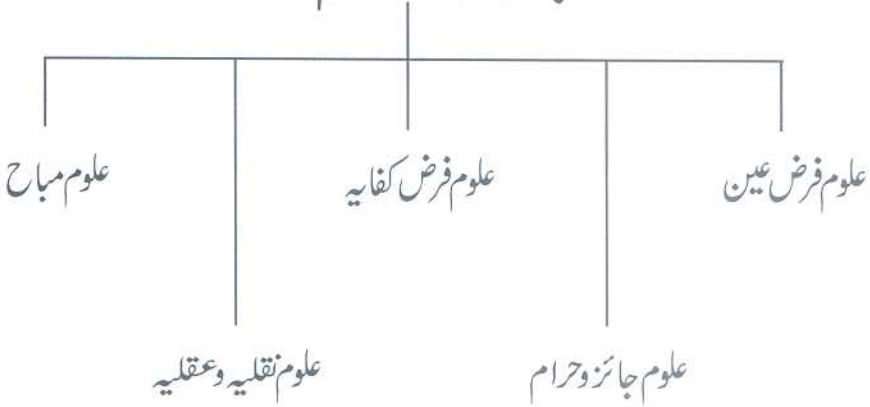
1۔ علوم فرض عین:

یہ وہ احکام وعقائد ہیں جن کا حصول ہر مسلمان کی تعلیم کا لازمی جزو ہے۔ ان عقائد میں توحید، رسالت، ملائکہ، آخرت، کتب الہامی کے بارے میں عقائد اور وہ احکامات اور ضروریات دین جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً طہارت، وضو، غسل، نماز، روزہ، نکاح، طلاق، حرام وحلال وغیرہ۔

2۔ علوم فرض کفایہ:

نصاب تعلیم میں ایسے علوم ہیں جن کا سیکھنا ہر شخص پر لازم نہیں۔ ان کا حصول مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔ یعنی کچھ لوگوں کو ضرور علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔ جن میں علوم اصلیہ وآلیہ دونوں شامل ہیں۔ مثلاً قرآن وحدیث کا مکمل علم، فقہ، تفسیر، عربی زبان، صرف ونحو وغیرہ۔

3۔ علوم مباح:

یہ ایسے علوم ہیں جن کی تعلیم ضروری نہیں لیکن جائز ہے بشرطیکہ ان میں کوئی امر مخالف شرع نہ ہو۔ مثلاً فلکیات، حساب، منطق، فلسفہ، تاریخ، مصوری، جغرافیہ وغیرہ۔

4۔ علوم ناجائز وحرام:

ایسا ہر علم وفن جو دین سے برگشتہ اور غافل کرئے ناجائز وحرام ہے۔ ایسے علوم و فنون سے دین و ایمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسی چیزیں نصاب میں شامل نہیں ہونی چاہیں۔

5۔ علوم نقلیہ وعقلیہ:

علوم نقلیہ اور علوم عقلیہ میں سے امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے علوم نقلیہ (قرآن وسنت، فقہ وغیرہ) کو ترجیح دیتے ہیں اور آپ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نصاب میں زیادہ تر علوم نقلیہ کو شامل کیا جائے مگر علوم عقلیہ کو بھی شامل نصاب کیا جائے مگر ضرورت کے مطابق ہو اور اس کے لیے آپ چند شرائط عائد کرتے ہیں۔

1۔ معلم عقل مند ہو اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہو۔

2۔ معلم اسلامی عقائد سے اچھی طرح واقف ہو اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہو۔

3۔ جہاں شک وتردد پیدا ہوسکتا ہو وہاں متعلم کا ذہن اس شک کو دور کر سکتا ہو۔

4۔ متعلم بھی صحیح العقیدہ ہو۔

5۔ معلم اور متعلم کی نیت صالحہ ہو اور ان کے مقاصد فاسد نہ ہوں۔

علوم عقلیہ صرف اعلیٰ تعلیم کے نصاب میں شامل ہوں اور ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہو کہ ان کی مدد سے کفار اور بد مذہبوں کے عقلی اعتراضات کو رد کیا جائے۔ لیکن یہ علوم مقصودہ قرار نہیں دیئے جائیں گے۔

(جلال:1987:72)

سائنسی مضامین اور نصاب:

جہاں تک سائنسی مضامین و علوم کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں بھی امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا موقف بڑا واضح اور قابل غور ہے۔ سائنس ہماری زندگی میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس لیے اسے نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔ مگر جدید سائنس جو کہ مغرب سے درآمد شدہ ہے اس کو نصاب میں شامل کرنے کے سلسلے میں آپ بہت محتاط نظر آتے ہیں۔ آپ کے نزدیک جتنے بھی سائنسی نظریات ہیں کو پہلے اسلامی افکار کی روشنی میں پرکھا جائے اور نصاب میں شامل کیا جائے۔ اور جو نظریات اسلام کے خلاف اور متضاد ہیں ان کو نصاب میں ہرگز شامل نہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کہتے ہیں کہ:

''قرآن عظیم کے وہی معنی لینے ہیں جو صحابہ، تابعین، مفسرین،

،معتمدین نے لیے۔ ان سب کے خلاف وہ معنی جن کا پتہ نصرانی سائنس میں ہے۔ مسلمانوں کے لیے کیسے حلال ہوسکتا ہے؟''۔

(احمد رضا:9:1981)

ابتدائی تعلیم اور نصاب:

حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین تعلیم و تربیت کے ذریعے اسکو عیسائی، یہودی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ ارشاد نبوی ﷺ کی رو سے ابتدائی تعلیم، اعلیٰ تعلیم اور پوری زندگی کی بنیاد ہے لہذا ابتدائی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا لازمی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے نصاب میں عقائد، آداب زندگی اخلاقیات، تلاوت قرآن اور تربیت اعمال بنیادی مضامین اور اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تعلیم نسواں اور نصاب:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نہ صرف تعلیم و تربیت نسواں کے حامی تھے بلکہ معاشرتی اور عائلی ذمہ داریوں کے پیش نظر تعلیم نسواں کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ مگر

موجودہ دور کی تعلیم نسواں کے وہ بہت خلاف تھے۔آپ مردوں کی طرح خواتین کے لیے بھی فرضیت حصول علم کے قائل تھے۔آپ کے نزدیک خواتین کو بنیادی مذہبی تعلیم دینا چاہیے۔ عبادت ، طہارت، معاملات زندگی ، امور خانہ داری، ازدواجی زندگی ،ابتدائی طبی امداد اور اخلاقیات کی تعلیم کا خصوصی انتظام کیا جائے۔مگر تعلیم کا ماحول نہایت پاکیزہ اور مستور ہونا چاہیے اوران کی تعلیم کے لیے بھی اعلیٰ کردار کی حامل خواتین اساتذہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

امام احمد رضا بریلویؒ کے نزدیک چونکہ طلب علم کی فرضیت میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔مگر دونوں کی تعلیم کے نصاب میں فرق ہے اوران کا نصاب الگ الگ ہے۔تعلیم نسواں کے نصاب کے بارے میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ ''لڑکی کو سینا، پرونا، کھانا پکانا سکھائے ،سورہ نور کی تعلیم دے''۔

(احمد رضا:14:1989)

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصور نصاب کا موجودہ دور کے تصور نصاب سے موازنہ:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصور تعلیم اور نصاب تعلیم کی وضاحت کے بعد ہم موجودہ دور کے نصاب سے اس کا موازنہ کر کے ان دونوں کے درمیان فرق اور مماثلت کو دیکھ سکتے ہیں۔

1۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصور نصاب کے مطابق کتابی تعلیم کے علاوہ اخلاق کی تربیت اور دوران تربیت قواعد وضوابط کی پابندی انتہائی ضروری ہے۔مگر موجودہ دور کے نصاب میں اخلاقیات پر اتنی توجہ نہیں دی جاتی جتنی ہونی چاہیے۔

2۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصور نصاب کے مطابق نصاب کا نفاذ تو بچے کی زبان کے کھلنے سے ہی شروع ہوتا ہے مگر موجودہ تمام نصاب پانچ سال کی عمر کے بعد کے لیے تیار کیا ہوا ہے۔

3۔ آپ کے نزدیک ابتدائی تعلیم کے نصاب میں تلاوت قرآن اور عقائد اسلام کی تعلیم بڑی اہمیت کی حامل ہے مگر ہمارے موجودہ نصاب میں قرآن پاک کی

نصاب میں شمولیت صرف چند سورتوں تک محدود ہے اور عقائد کی تعلیم پر اس قدر توجہ نہیں جس قدر آپ تقاضا کرتے ہیں۔

4۔ آپ کے نزدیک علم کا مقصد فہم وادراک حاصل کرنا ہے مگر موجودہ نصاب تعلیم کا مقصد صرف اور صرف معلومات حاصل کرنا ہے۔

5۔ آپ کے نزدیک دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم کو شامل نصاب کرنا ضروری ہے اور ان کی گنجائش ہے مگر اولیت دینی علوم کو ہی رہے گی۔ جدید دور کے نصاب میں اگر چہ دینی علوم کو ہی رہے گی۔ جدید دور کے نصاب میں اگر چہ دینی علوم کی شمولیت ہے لیکن اولیت سائنس اور دیگر علوم کو حاصل ہے۔

6۔ آپ کے نزدیک قرآن کو نصاب تعلیم کا بڑا حصہ ہونا چاہیے مگر موجودہ دور کے نصاب میں قرآن کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

7۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک اعلیٰ تعلیم کے نصاب کی زبان اور ذریعہ معلومات ونظریات بھی عربی زبان ہے۔لیکن موجودہ نصاب کی اعلیٰ تعلیم کی زبان، ذریعہ تعلیم اور نظریات انگریزی زبان ہے اور عربی سے دور ہونا گویا قرآن وحدیث سے دور ہونا ہے۔

8۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک اعلیٰ تعلیم کے نصاب میں جو علوم و مضامین شامل ہیں ان کے فارغ التحصیل لوگ زندگی کے اکثر معاملات میں

معاشرتی ذمہ داریاں پوری کر سکتے ہیں مثلاً معیشت، سیاست، عبادت، تدریس، عدل و نصاف، انتظامیہ وغیرہ۔ مگر جدید سرکاری نصاب کے فارغ التحصیل صرف اور صرف متعلقہ شعبہ میں معاشرتی ذمہ داریاں ادا کر سکتے ہیں۔

9۔ آپ کے نزدیک نصاب میں اول یا آخر تسلسل اور ربط ضروری ہے لیکن موجودہ نصاب تعلیم کا مقصد صرف اور صرف معلومات فراہم کرنا ہے۔

10۔ آپ کے نزدیک غیر زبان (مثلاً انگریزی) کی تعلیم صرف اس مقصد کے لیے حاصل کی جائے کہ اس سے غیروں کو تبلیغ کی جا سکے اور ان کے اعتراضات کا جواب ان کی زبان میں دیا جا سکے۔ مگر ہمارے موجودہ نصاب میں غیر زبان (انگریزی) کی تدریس کا بڑا مقصد سرکاری ملازمت کا حصول ہے۔

11۔ تعلیم نسواں کا نصاب آپ کے خیال میں مردوں کے نصاب تعلیم سے الگ ہونا چاہیے۔ اور خواتین کے لیے سورۃ النور کی تعلیم لازمی ہونی چاہیے۔ مگر موجودہ دور کے نصاب میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

12۔ آپ خواتین کے لیے پردہ کی پابندی انتہائی ضروری خیال کرتے ہیں مگر موجودہ دور تعلیم میں اسکا خیال نہیں رکھا جاتا۔

ذریعہ تعلیم:

تعلیمی عمل میں ذریعہ تعلیم ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ تہذیبی ورثہ کے تحفظ اور موثر تعلیم و تدریس کے لیے مناسب ذریعہ تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ اجنبی زبان میں تعلیم و تدریس تہذیبی ورثہ کے خلاف ہے۔ اجنبی ذریعہ تعلیم طلباء کی علمی وفکری اور تخلیقی صلاحیتوں کی ترقی میں حائل ہوتی ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا اس بارے میں یہ نظریہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کا نصاب مادری زبان میں یا کم از کم علاقائی زبان میں تیار کیا جائے۔ تاکہ بچوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ لیکن اعلیٰ تعلیم کے لیے نصاب اور تدریس میں غیر ملکی زبان بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس لیے آپ قرآن وحدیث کی اعلیٰ تعلیم کے لیے مستند عربی کتب کو شامل نصاب کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور جدید سائنسی تعلیم کے لیے ضروری انگریزی زبان بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

طریقہ تدریس:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کا سب سے بڑا مقصد فہم دین ہے۔ اور طلبا میں محض ادراک پیدا کرنا، تعلیم کا مقصد نہیں ہے۔ تعلیم کا مقصد طلبہ میں یہ

صلاحیت اور استعداد پیدا کرنا ہے کہ وہ حصول علم کے بعد زندگی کے مسائل سے بہتر طور پر خود نمٹ سکیں۔ لہذا سلسلہ تدریس میں طلبہ کو پہلے ابتدائی کتب اچھی طرح یاد کروادی جائیں تاکہ انہیں بنیادی اصول وقواعد اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ اور وہ ان کو سمجھ لیں۔ پھر اس کے بعد فن کی مشکل کتب تدریجاً طلباء کو پڑھائی جائیں۔ اس طرح طلبہ کو کتاب خود پڑھنے اور عبارت کو سمجھنے کا ملکہ پیدا کرنے کے لیے نئے طلبہ کو پابند کیا جائے کہ وہ روزانہ کے اسباق کو یاد کر کے آئیں۔

i۔ مباحثی طریقہ تدریس:

استاد اور شاگرد دونوں مل کر سبق پر مباحثہ کریں جس میں سبق کے لفظی ومعنوی پہلوؤں پر کھل کر بحث کی جائے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی کچھ کتابوں میں مباحثی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

ii۔ تقریری طریقہ تدریس:

تقریری طریقہ تدریس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ''عالم دین کا امر بالمعروف ونہی کرنا، بندگان خدا کو وعظ اور دینی نصیحتیں دینا۔ جسے وعظ یا لیکچر کہتے ہیں

ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔''

(احمد رضا:1987:233)

iii۔ سوال وجواب کا طریقہ تدریس:

امام احمد رضا خاں کی کئی ایک کتب ساری کی ساری سوالات وجوابات پر مشتمل ہیں۔مثال کے طور پر احکام شریعت،عرفان شریعت،فتاویٰ رضویہ،ملفوظات وغیرہ۔یہ کتابیں سوال وجواب کے طریقہ تدریس کی بہترین مثالیں ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک وقت اور ضرورت کے مطابق جو بھی طریقہ تعلیم وتدریس کے لیے مناسب ہو۔اس کو اپنایا جا سکتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ-------------- خدمات

دینی خدمات:

برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی شخصیت تبحر علمی، خدمت اسلام اور خدمات مسلمانان ہند کے لحاظ سے منفرد حیثیت اور شان رکھتی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی محبت رسول ﷺ میں گزاری۔ عقائد اسلام کو اجاگر کیا اور تجدید دین کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔

فتوی نویسی:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ تعلیم سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ درس و تدریس سے منسلک رہے پھر آپ کے والد ماجد نے فتوی نویسی کی ذمہ داری سونپ دی۔ 1286ھ / 1869ء میں فتوی نویسی کا آغاز کیا اور مسلم فقہ کے تحت فتوے دینے شروع کیے۔، اس وقت آپ کی عمر صرف بارہ (12) سال کی تھی۔ آپ نے اس خدمت کو تا حیات نبھایا۔ کچھ عرصہ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ لیکن والد ماجد کی وفات کے بعد مستقل طور پر فتوی نویسی اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

ترجمۃ القرآن:

سب سے اہم کام جو امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے علم مذہب کے سلسلہ میں سر انجام دیا وہ اردو میں قرآن پاک کا ترجمہ ہے۔ 1911ء میں آپ نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ المعروف ''کنز الایمان فی ترجمہ القرآن'' کیا۔ یہ ترجمہ علمی دنیا میں ایک شاہکار سے کم نہیں۔

عشق مصطفیٰ ﷺ:

حضرت محمد ﷺ سے محبت دین اسلام کا لازمی جز و سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی محبت نے دنیا کی مسلم تاریخ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ برصغیر پاک و ہند میں اس محبت کے مشعل بردار تھے۔ حضور ﷺ سے محبت آپ کی زندگی کا اہم مقصد تھا۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے اور ساری عمر سنت رسول ﷺ کے پابند رہے۔ آپ کی زندگی اور آپ کی تحریروں میں محبت کا یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ آپ کی شاعری کی بنیاد بھی یہی جذبہ محبت تھا۔

(مسعود: 19:1997)

محبت اور عشق وہ جذبہ ہے کہ جو محبوب کی شان میں کسی بھی گستاخی اور توہین کو ذرہ برابر بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تعلیمات کا مرکز یہ ہے کہ

مسلمانوں کے دلوں میں عشق محمد ﷺ کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

پرانا مقولہ ہے کہ شخص واحد میں دو چیزیں تحقیق اور نازک خیالی (شاعری) نہیں پائی جاتیں۔ لیکن امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی شخصیت اس نظریے کو رد کرتی ہے۔ آپ عالم، اور محقق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر بھی تھے۔ جس پر آپ کے دیوان ''حدائق بخشش'' اور ''حدائق العطیات'' ''مدح رسول ﷺ'' بہترین شاہد ہیں۔ یہ دیوان اردو میں صف اول کے شعری مجموعوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ آپ چونکہ عاشق رسول ﷺ تھے اس لیے آپ نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے شاعری کو ذریعہ بنایا۔ آپ کی شعر گوئی صرف عظمت و نعت رسول ﷺ سے وابستہ ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

علمائے کرام کے نزدیک محض شاعری مستحسن نہیں رہی۔ لیکن آپ کے نزدیک شعر و ادب ہونا چاہیے مگر اسے سچائی پر مبنی اور فروغ گوئی، مبالغہ آرائی سے پاک اور ادب زندگی کا عکاس ہونا چاہیے۔ آپ کی شاعری کا ہر لفظ اور ہر شعر عشق رسول ﷺ سے لبریز ہے۔ انہوں نے نعت گوئی میں یہ درس دیا کہ جب تک مسلمان رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو عقیدت و محبت کا مرکز نہ بنائیں نجات نہیں پا سکتے۔ ان کو یہ کمال

حاصل تھا کہ اردو ، فارسی، عربی اور ہندی چاروں زبانوں میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے۔

(مسعود:9:1997)

فتویٰ نویسی سے متعلق خدمات:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فقہ واجتہاد میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔،آپ نے 16 شعبان 1869ء کوفتویٰ نویسی کا آغاز کیااور مسلم فقہ کے تحت فتوے دینے شروع کر دیے۔اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔اس کے بعد آپ نے اس شعبے میں اتنا عظیم الشان امتیاز حاصل کیا کہ نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام کے علمائے کرام نے انہیں عظیم فقہیہ تسلیم کیا۔آپ نے اسلامی فقہ میں اتنا عبور حاصل کیا کہ بعض فتوؤں میں عالم اسلام کے متجبر علمائے کرام سے اختلاف کیا۔آپ کو فقہ میں غیر معمولی بصیرت حاصل تھی۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے خیال میں:

''ان جیسا طباع اور ذہین فقہیہ پیدا نہیں ہوا''۔

(مسعود:11:1997)

آپ نے اپنی زندگی میں جن فتاویٰ شرعیہ کوتحریر فرمایا انہیں آپ کی زندگی میں ہی کتابی شکل میں جمع کرلیا گیا تھا۔مگر اشاعت کا کام بعد میں ہوا۔ایک اندازے کے مطابق آپ کے فتوؤں کی تعداد (50) پچاس ہزار سے متجاوز ہے۔آپ کے بعض

فتوے ایسے ہیں جو بجائے خود کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اتنی کثیر تعداد میں فتوؤں کا جواب تلاش کرنا۔ لکھنا پھر متعلقہ افراد کو ارسال کرنا یہ سب کام آپ محض فی سبیل اللہ کرتے تھے۔

نقشہ اوقات پنجگانہ نماز:

علم ہیت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستاروں کو دیکھ کر وقت بتا دیتے تھے۔ اس فن کی بدولت آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے یہ خدمات سرانجام دیں کہ شمسی مہینوں کے لحاظ سے پنجگانہ کے اوقات کا نقشہ سب سے پہلے مرتب کر کے پورے ہندوستان میں شائع کروایا اور یہ بھی بتایا کہ بریلی سے دوسرے شہروں کے درمیان کتنے وقت کا فرق ہے؟

(احمد رضا:1984:120-21)

تعلیمی خدمات:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ ایک مفکر، مدبر، محقق، ماہر تعلیم، مدرس اور مصنف بھی تھے۔ آپ نے تعلیمی میدان میں اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔

شرکت جلسہ تاسیس ندوۃ العلماء:

22 تا 24 اپریل کو ندوۃ العلماء کانپور کا جلسہء تاسیس منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے شرکت فرمائی اور اصلاح نصاب پر ایک مفید مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس میں برصغیر کے کئی اور ممتاز علماء اور ماہرین تعلیم نے بھی شرکت کی تھی۔ مثلاً مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطیف اللہ گڑھی۔ مولانا احمد حسن، علامہ شبلی نعمانی وغیرہ۔ بعد میں ندوہ کی انگریز ہمنوائی اور دیگر اختلافات کی بناء پر آپ نے 1897ء میں ندوہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

دارالعلوم منظرالاسلام بریلی:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ مسلمانوں کی تعلیمی پستی اور زبوں حالی سے بے خبر نہیں تھے۔ لہذا آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی اور روحانی ترقی اور اصلاح کی، عشق مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ پھر سے بیدار کرنے کے لیے اور انہیں تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے 1904ء کو بریلی میں آپ دارالعلوم المعروف ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' قائم کیا۔ اس دارالعلوم کا افتتاح بریلی شہر میں رحیم یار خاں کے مکان پر دو طلباء مولانا محمد ظفرالدین اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی کو پڑھا کر کیا گیا۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے بخاری شریف کا درس دیا اور اس کے بانی قرار پائے۔ آپ چند سال تک طلباء کو

پڑھاتے رہے پھر فتویٰ نویسی اور دوسرے علمی مشاغل کی وجہ سے درس و تدریس کا باقاعدہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے دارالعلوم منظر اسلام کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ (سلیم 2001:80-81)

علوم پر دسترس:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ اپنے دور کے جامع العلوم شخصیت تھے۔ آپ کو تقریباً 55 سے زائد علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔

1۔ علم قرآن
2۔ علم حدیث
3۔ اصول حدیث
4۔ فقہ حنفی
5۔ کتب فقہ جملہ مذاہب
6۔ اصول فقہ
7۔ علم بدیع
8۔ علم تفسیر
9۔ علم العقائد
10۔ علم نحو
11۔ علم صرف
12۔ علم معانی
13۔ علم بیان
14۔ علم بدیع
15۔ علم منطق
16۔ علم مناظرہ

17۔ علم فلسفہ　　18۔ علم تکبیر

19۔ علم ہیاہ　　20۔ علم حساب

21۔ علم ہندسہ

ان اکیس علوم کے لیے امام احمد رضا خاں بریلویؒ لکھتے ہیں کہ ''یہ اکیس علم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد اقدس سرہ الماجد سے حاصل کیا''۔

ان علوم کے بعد مندرجہ ذیل علوم کا ذکر کرتے ہیں:

22۔ قرآت　　23۔ تجوید

24۔ تصوف　　25۔ سلوک

26۔ اخلاق　　27۔ اسماءالرجال

28۔ سیر　　29۔ تاریخ

30۔ نعت　　31۔ ادب مع جملہ فنون

ان دس علوم کے بارے میں آپ لکھتے ہیں کہ:

''میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے''

پھر آپ ان علوم کا ذکر فرماتے ہیں

32۔ ارثما طیقی　　33۔ جبر و مقابلہ

34۔ حساب ہستی
35۔ لوغارثمات
36۔ علم التوقیت
37۔ مناظرہ ومرایا
38۔ علم الاکر
39۔ زیجات
40۔ مثلث کروی
41۔ مثلث مسطح
42۔ ہیاہ جدیدہ
43۔ مربعات
44۔ جعفر
45۔ زائچہ

اور آخر میں مندرجہ ذیل فنون کا ذکر کیا ہے۔

46۔ نظم عربی
47۔ نظم فارسی
48۔ نظم ہندی
49۔ نثر عربی
50۔ نثر فارسی
51۔ نثر ہندی
52۔ خط نسخ
53۔ خط نستعلیق
54۔ تلاوت مع تجوید
55۔ علم الفرائض

مندرجہ بالا 55 علوم وفنون کا ذکر کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں:

''اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خوامخواہ خودستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا، فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے''۔

(احمد رضا:1987:301-5)

آپ کی تصانیف پر جدید علم کی روشنی میں نگاہ ڈالیں تو اس سے مندرجہ ذیل علوم وفنون کی شاخوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح آپ کے علوم وفنون کی تعداد 70 تک جا پہنچتی ہے۔

56۔ علم طبعیات
57۔ علم صوتیات
58۔ علم نور
59۔ علم کیمیا
60۔ علم معاشیات
61۔ علم طب
62۔ علم الادیہ
63۔ علم اقتصادیات
64۔ علم تجارت
65۔ علم شماریات
66۔ علم ارضیات
67۔ علم جغرافیہ
68۔ علم سیاسیات
69۔ علم بین الاقوامی امور
70۔ علم معدنیات
71۔ علم اخلاقیات

(مجید:1983:15)

تحقیقی ادارے:

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ دنیا بھر میں حضرت محمد ﷺ وہ واحد شخصیت ہیں جن کی ذات پر سب سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے بعد بہت سے مسلم مفکرین اور محقق

ہیں جن میں ایک نام امام احمد رضا خاں بریلویؒ کا آتا ہے۔ اور جن کی ذات علمی تحقیقات کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی تصانیف و تالیفات کی اشاعت و طباعت اور ان پر تحقیقی کام کے لیے مندرجہ ذیل ادارے مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔

1۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا۔ کراچی

2۔ مکتبہ رضویہ۔ کراچی

3۔ رضا اکیڈمی۔ لاہور

4۔ رضا پبلی کیشنز۔ لاہور

5۔ مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

6۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت بریلی (بھارت)

7۔ ادارہ ضیاء حرم۔ سرگودھا

8۔ رضا فاؤنڈیشن۔ لاہور

9۔ بزم رضا۔ لاہور

10۔ رضائے مصطفیٰ۔ گوجرانوالہ

11۔ رضا اکیڈمی۔ کراچی

12۔ رضا میموریل کونسل۔ کراچی

13۔ جام رضا۔ راولپنڈی

14۔ رضا اکیڈمی سٹاک پورٹ مانچسٹر۔ برطانیہ

درسگاہیں:

آپ کی تعلیمات پورے برصغیر میں ایک تحریک کے طور پر ابھریں۔ نتیجہ کے طور پر پورے برصغیر میں سینکڑوں دینی درسگاہیں قائم ہوئیں۔ جو کہ آپ یا آپ کے خلفاء کے ناموں سے منسوب ہیں۔

☆ جامعہ نعمیہ۔ لاہور

☆ جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

☆ جامعہ رضویہ۔ فصیل آباد

☆ دارلعلوم امجدیہ۔ کراچی

☆ جامعہ غوثیہ رضویہ۔ بھیرہ۔ سرگودھا

☆ جامعہ انوارلعلوم۔ ملتان

علاوہ ازیں حزب اختلاف لاہور اور انجمن نعمانیہ بھی مولانا امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے ہم خیال احباب کے قائم کردہ ہیں۔ (احمد رضا: 1987: 301)

درجہ تحقیق:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تحقیقی کام سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عظیم محقق بھی تھے۔آپ کی تحقیق اپنی مثال آپ ہے۔اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ختم نبوت:

اس مختصر سی کتاب میں 120 احادیث اور تقریباً 200 کتب کے حوالے شامل ہیں۔

شرح المطالب:

یہ کتاب 58 صفحات پر مشتمل ہے اور 130 کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ رضویہ:

اس کتاب میں آپ نے 3536 کتب کے حوالے لکھے ہیں۔ یہ کتاب حقیقتاً اسلامی تعلیمات کا انسائکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

سمع الذاء ضمایسورت المجز عن الماء:

اس میں وہ پانی جس سے وضو ہوسکتا ہے کی 140 اقسام بتائی گئی ہیں اور وہ پانی جس سے وضو نا جائز ہے اس کی 146 اقسام بتائیں گئی ہیں۔اسطرح پانی کے استعمال

سے عجز کی 175 صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

تصانیف وتالیفات:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں تقریباً ایک ہزار سے زائد چھوٹی بڑی کتب ورسائل تصنیف وتالیف فرمائے۔ جن کی تفصیل پاکستان میں شائع ہونے والی ایک کتاب ''انوار رضا'' میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی 548 کتب وتالیفات ورسائل کی تفصیلات موجود ہیں۔ ان میں سے چند اہم کتب کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ الزلال النقی من بحر سبقۃ الاتقی:

آیت ان اکرامکم عند اللہ اتقاکم کی تفسیر اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

2۔ انوار الحکم فی معانی میعاد استجب بکم:

اجابت ودعا کے کیا معنی ہیں؟ اور مایوس ہونا گناہ وحماقت ہے۔

3۔ مدارج طبقات الحدیث:

حدیث کا تفرقہ مراتب

4۔ ختم النبوۃ:

حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا ثبوت اور علمائے عصر کے فتوے۔

5۔ قوانین العلماء:

علمائے کرام کے لیے راہنما کتاب۔

6۔ المنظف بجواب مسائل التصوف:

تصوف کے بارے میں چند سوالات کا مفصل جواب

7۔ حدائق بخشش:

منتخب دیوان نعت

8۔ ضائع بدیعہ:

دیوان ضائع و بدائع وتواریخ

9۔ رسالہ در علم تکبیر:

علم تکسیر کے بارے مدلل رسالہ

10۔ رسالہ جبر و مقابلہ:

علم جبر و مقابلہ کے بارے میں مختصر رسالہ

11۔ حاشیہ در علم مثلث:

تکونیات کے بارے میں رسالہ

12۔ تاج التوقیت:

اوقات حمد، نماز، سحری، افطار نکالنے کا طریقہ اور عقائد

13۔ استخراج اصول قمر:

چاند سے تاریخوں کا استخراج

14۔ کسور اعشاریہ:

کسور اعشاریہ کو حل کرنا

15۔ ابرھان القویم علی العرض والتقویم:

وقت کیسے معدوم کیا جاتا ہے

16۔ تدبیر فلاح ونجات واصلاح:

ہندوستانی مسلمانوں کے لیے فلاح واصلاحی سکیم

17۔ المحجۃ الموتمنہ:

مسلمانوں کی غیر مسلم سے دوستی حرام ہے۔

18۔ الاستمداد علیٰ اجیال الارتدار:

مرتدین کے دوسوتیس کفریہ اقوال کی نشاندہی

19۔ قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید الماء:

تیمّم کے مسائل کے بارے میں علماء اکرام کا نقطہ نظر

20۔ تمہید ایمان بایت القرآن:

قرآن کی روشنی میں ایمان کس کا نام ہے؟ اور صاحب ایمان افراد کونوازے جانے والے انعامات کیا ہوں گے؟

(عبدالحکیم: 1991: 214)

سائنس اور ریاضی میں مہارت:

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے آخری زمانہ میں سائنس نے اپنا ایک معیاری مقام بنالیا تھا۔ لیکن آپ نے سائنس کی ہر تھیوری اور اس کے نظریہ کو آنکھ بند کر کے قبول نہیں کیا۔ آپ ہر شے کی صداقت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے تھے اور انہی کی کسوٹی پر پرکھتے تھے۔

سان فانسسکو (امریکہ) کے ایک ہیت دان البرٹ ایف پوٹا نے ایک سائنسی پشین گوئی کی تو آپ نے اسے رد کر دیا اور ایک سائنٹفک رسالہ اردو زبان میں بعنوان معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' لکھا۔

اس رسالے کے علاوہ آپ نے آئن اسٹائن اور آئزک نیوٹن کے خیالات کو بھی رد کرتے ہوئے تین سائنسی رسائل تحریر فرمائے۔

1۔ الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکم لوھاء فلسفۃ المشمہ

2۔ فوز مبین دررّد حرکت زمین

3۔ نزول آیات قرآن سکون زمین و آسمان

آپ نے ان کے بنیادی قانون کا رد فرمایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ زمین ساکت ہے اور دوسرے سیارے زمین کے گرد گردش میں مصروف ہیں۔ آپ کی کتاب نظریہ حرکت زمین کا جب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے مطالعہ کیا تو اپنے خیال کا اظہار یوں کیا ہے:

''مجھے خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا نے اپنے دلائل میں Logical & Xiomatic پہلو مدِ نظر رکھا ہے'

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے علوم ریاضی پر بے شمار رسائل تصانیف فرمائے۔ اور مختلف موقعوں پر حیرت انگیز جواب بھی دیئے۔ برصغیر پاک و ہند کے ماہر ریاضی دان اور علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاالدین کو ایک دفعہ ریاضی کے مسئلہ میں دشواری پیش آئی اور جس کے حل کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے۔ لیکن پروفیسر علامہ سید سلیمان، ڈاکٹر صاحب کو لے کر امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے پاس آئے۔ تو آپ نے زبانی فوراً اس کا حل پیش کر دیا۔ بعد میں سر ضیاء الدین نے کہا کہ:

''میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاینحل تھا۔ آپ نے ایسا فی

البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کر رہے ہوں''۔

(مجید:1983:21-24)

سیاسی خدمات:

اسلام میں دین اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ جب کبھی بھی سیاست دین سے بے نیاز ہو کر بے راہ ہوئی ملت اسلامیہ کو نقصان ہی پہنچا۔

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

امام احمد رضا خاں بریلویؒ سیاست کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے برصغیر کے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔

رضائے مصطفیٰ ﷺ:

برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے قابض ہو جانے کے بعد اور پہلی جنگ عظیم کے دوران سیاست ہند ایک عجیب کش مکش کے دور میں داخل ہو گئی۔ انگریزوں اور ہندوؤں کی مکاری اور ریاکاری نے مسلمانوں میں ایک ہیجانی کیفیت برپا کر دی تھی۔ آپ نے اس صورتحال میں برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی فرمائی اور اس کے

لیے ایک تنظیم ''رضائے مصطفیٰ'' 1917ء میں قائم کی۔

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات:

پہلی جنگ عظیم (1914-1919)ء کے خاتمے پر انگریزوں نے اپنی فطرت کے مطابق ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تو اس سانحہ کا اثر مسلمانوں پر بھی ہوا۔ بعض مسلمان لیڈروں نے جذبات میں آکر تحریک خلافت کا آغاز کر دیا تو گاندھی جی نے اس تحریک میں شامل ہو کر ''ہندو مسلم اتحاد'' کا نعرہ لگا دیا۔ 1920ء میں اچانک ''تحریک ترک موالات'' کی ابتداء کر کے کانگرس کو مضبوط کیا گیا۔ یہ تحریکیں ہندو مسلم اتحاد کا مظہر تو ثابت نہ ہو سکیں۔ لیکن اس سے مسلمانوں کو مذہبی، اقتصادی، معاشرتی، تمدنی اور تہذیبی طور پر ناقابل تلافی نقصانات ہوئے۔ اس دل فراش موقع پر بھی حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے مسلمانان ہند کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے ایک کتاب 'دوام العیش فی الائمۃ من قریش'' اسی سلسلے میں تصنیف فرمائی۔

آپ نے یہ بات شدت سے محسوس کی کہ مسلمانوں کو اس اتحاد سے باز رہنا چاہیے جو ان کی سیاست، معیشت اور مذہب کو نقصان پہنچائے۔ آپ نے 1920ء میں رسالہ ''المحجۃ الموتمنہ فی آیۃ الممتحنہ'' لکھا۔ جس میں مسلمانوں کو اس اتحاد کے انجام سے متنبہ کیا اور مخالفین کے عزائم سے خبردار کیا۔

حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ اپنے دور کی عظیم شخصیت تھے۔ چونکہ امام اہلسنت تھے اس لیے علی برادران (مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی) تحریک ترک موالات پر آپ سے دستخط کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کی حمایت حاصل کریں تو آپ نے فرمایا کہ:

''ہماری سیاست مختلف ہے وہ یہ ہے کہ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی اور مئوتید ہیں جبکہ میں اس کے خلاف ہوں مگر میں آزادی کے خلاف نہیں ہوں''۔

(ایچ۔بی۔خاں:1985:156)

بعد کے حالات وواقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ نے درست فیصلہ کیا۔

دوقومی نظریہ:

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مسلک کی پیروی کرتے ہوئے آپ نے 1920ء میں ایک رسالہ المحجۃ الموتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ'' لکھ کر دوقومی نظریے کی وضاحت کی۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے سخت خلاف تھے۔تحریک خلافت کے دوران ہونے والے ہندو مسلم اتحاد کی مخالفت کرتے ہوئے آپ نے دوقومی نظریہ قوم کے سامنے پیش

کیا۔آپ نے ہمیشہ مسلمانوں کو جداگانہ تشخص کے ساتھ زندہ رہنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''عیسائی اہل کتاب ہو کر کافر ہیں اور ہندو مشرک ہو کر کافر۔لہذا دونوں سے اتحاد ناممکن ہے''۔

1921ء میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحلت فرما گئے۔لیکن آپ کے باعزم اور باہمت خلفاء اور آپ کے ہم مسلک علماء کرام ومشائخ عظام نے سر دھڑ کی بازی لگا کر تحریک پاکستان کو کامیاب کیا اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔

تنظیم کے قیام کا مشورہ:

امام احمد رضا خاں بریلوی سے جب کانگرس میں شمولیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فتوی دیا کہ مسلمانوں کا کانگریس میں شامل ہونا حرام ہے۔وطن کی آزادی کے لیے مسلمان ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی تنظیم قائم کریں۔

(صابر:55:1996)

تحریک آزادی:

برصغیر میں انگریز کے غلبے اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں جس شدت سے

آپ نے تنقید کی ہے۔آپ ہی کا خاصہ ہے۔اسلامی تشخص کے تحفظ کا علمی و عملی اہتمام جس قدر آپ نے کیا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ بدقسمتی سے یہ کوششیں اور کاوشیں ہمارے ملکی نصاب تعلیم میں شامل نہیں ہیں۔آپ اس میدان میں ایک قافلہ عزیمت کے سالار ہیں۔اس قافلے کے مجاہدین کی یلغار سے انگریز حکومت بوکھلا اٹھی۔سامراجیت کے ایوانوں میں بھی زلزلہ پیدا ہوا۔افسوس ہماری نوجوان نسل آج ان بزرگوں کے نام سے بھی آشناء نہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے کارناموں کو نہ صرف اوراق تاریخ کا مستقل حصہ بنایا جائے بلکہ درسی کتب میں ان کی سوانح و تعلیمات کو شامل کیا جائے۔تاکہ جادہ مستقیم کے لیے ان ہستیوں سے آگاہی ہو سکے۔

(طاہر:8:2002)

معاشی خدمات:

آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کی اس وقت رہنمائی فرمائی جب تحریک ترک موالات کے سبب مسلمانان برصغیر معاشی بدحالی کا شکار ہوئے۔

معاشی اصلاح کا پروگرام:

1912ء میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے مسلمانان عالم کے بالعموم اور

مسلمانان ہند کے لئے بالخصوص معاشی استحکام کے لیے ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' نامی کتاب لکھ کر رہنمائی کا حق ادا کیا۔ مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی کو دور کرنے کے لیے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں معاشی بہبود کی خاطر مندرجہ ذیل تجاویز دی گئی ہیں۔

1۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں۔ تاکہ مقدمہ بازی میں جو کڑوروں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہوسکیں۔

2۔ بمبئی، کلکتہ، مدراس، دکن، حیدر آباد کے تو انگریز مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے بنک کھولیں۔

3۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

4۔ علم دین کی ترویج واشاعت کریں۔

یہ چار نکات بظاہر بے حد مختصر ہیں۔ لیکن ان میں معانی کا جو ذخیرہ پوشیدہ ہے۔ اس کے اظہار کے لیے مشہور ماہر معاشیات واقتصادیات پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (کوئینز یونیورسٹی آف کینڈا) لکھتے ہیں۔

''تدبیر فلاح ونجات واصلاح کے عنوان سے فاضل بریلوی کے یہ نکات 1912ء میں شائع ہوئے۔ برصغیر میں علم اقتصادیات کا مطالعہ عام نہ تھا۔ حتی کہ دیگر

ترقی یافتہ ممالک مثلاً برطانیہ، امریکہ، فرانس اور جرمنی میں دانشوروں کا ایک مخصوص حلقہ اس علم کے اکتساب کی طرف مائل تھا۔ لیکن عوام کی توجہ اور دلچسپی اس مضمون کی طرف بہت کم تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد 1930ء میں کہیں جا کر جدید اقتصادی نظریات کی ابتداء ہوئی۔ جب کہ یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ نگاہ مردمومن نے ان جدید اقتصادی نظریات اور تقاضوں کی جھلک 1912ء میں ہی دکھا دی تھی۔ اگر 1912ء میں مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے نکات پر غور کیا جاتا اور صاحب حیثیت مسلمانان ہند اس پر عمل کرتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی حیثیت معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہوتی''۔

آخری نکتے کے بارے میں پروفیسر رفیع الدین صدیقی لکھتے ہیں کہ:

''بظاہر یہ معاشیات سے متعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم سے افراد میں غیرت وحمیت اور برادرانہ جذبہ ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک یہ خوبیاں پیدا نہ ہوں اوّل الذکر نکات پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے۔

(رفیع:1981:10)

باب چہارم

خلاصہ، حاصلات، نتائج، سفارشات

خلاصہ

امام احمد رضا خاں بریلویؒ 14 جون 1856ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پڑھ لیا۔ اس کے بعد باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا۔ 12 سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں تعلیم مکمل کر لی۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک صرف اللہ تعالیٰ کا وجود بذات خود قائم ہے اور ساری کائنات اس کی تخلیق کردہ ہے۔ انسان دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے۔ یہ دنیا ایک وقت ختم ہو جائے گی۔ پھر جن وانس نئے سرے سے زندہ کئے جائیں گے اور اللہ کے حضور اپنے اعمال کے جواب دہ ہوں گے۔ انسان کی دنیاوی زندگی کا سب سے بڑا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ آپ کے نزدیک علم ایک نور ہے اور علم کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے۔

تعلیم سے مراد دین اسلام کی تعلیم ہے۔ تعلیم میں تمام قسم کے علوم وفنون (قدیم و جدید) شامل ہیں۔ تعلیم انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے اور حق و باطل کی پہچان کے قابل بناتی ہے۔ حصول علم کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے۔ فہم دین،

معرفت ذات، حب الٰہی وحب رسول ﷺ، اطاعت الٰہی ورسول ﷺ خلافت محمدی ﷺ کا قیام اصلاح معاشرہ، تعمیر شخصیت اور تزکیہ نفس تعلیم کے اہم مقاصد ہیں۔

نصاب وہ راستہ ہے جس پر نظام تعلیم وتربیت مرتب کیا جاتا ہے۔ نصاب کو فلسفہ حیات، نفسیات طلباء اور معاشرتی ضروریات کے مطابق جامع، معیاری اور مستند ہونا چاہیے۔ تاکہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہو۔ کسی بھی مضمون کا نصاب تیار کرنا ہو تو اسے قرآن وحدیث سے ہم آہنگ ہونا چاہیے ورنہ تعلیم فضول اور وقت کا ضیاع ہوگی۔ نصاب میں شامل علوم دینیہ (قرآن وحدیث، فقہ وغیرہ) کی حیثیت فرض کفایہ کی ہوگی۔ ان علوم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے بعد مباح علوم (فلکیات، ہیت، جغرافیہ وغیرہ) کا درجہ آتا ہے۔ دین سے غفلت اور دوری پیدا کرنے والے علوم وفنون ناجائز وحرام ہیں۔ طبعی اور سائنسی علوم نصاب میں شامل کئے جائیں لیکن ان میں شامل نظریات وتصورات قرآن وحدیث کے منافی نہ ہوں۔ تعلیم نسواں کا نصاب الگ تیار کیا جائے۔ جس میں امور خانہ داری اور سورۃ نور کو لازمی مضامین کی حیثیت حاصل ہو۔ ابتدائی تعلیم کے نصاب میں اخلاقیات، عقائد اسلامیہ، آداب زندگی اور تلاوت قرآن کو شامل کیا جائے کھیلوں اور ہم نصابی سرگرمیوں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

تعلیمی اور فنی ترقی کے لیے ذریعہ تعلیم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ صحیح ادراک،

فہم اور تہذیبی ورثے کی حفاظت کے لیے مناسب ذریعہ تعلیم کا انتخاب ضروری ہے۔ لہذا تعلیم مادری زبان میں یا کم از کم علاقائی زبان میں دی جائے۔البتہ اعلیٰ تعلیم کے لیے غیر ملکی زبان اختیار کی جاسکتی ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے اسلام اور مسلمانان برصغیر کے بہت سی خدمات سرانجام دیں۔

1۔ 1869ء میں مسلم فقہ کے تحت فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔

2۔ 1911ء میں قرآن پاک کا ترجمہ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القران'' کیا۔

3۔ نعت گوئی میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

4۔ برصغیر کے مسلمانوں کے نماز پنجگانہ کے اوقات کا نقشہ سب سے پہلے تیار کیا۔

5۔ 55 سے زائد علوم پر ایک ہزار سے زائد کتب لکھیں۔

6۔ 1904 میں ایک مدرسہ ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' قائم کیا۔

7۔ 1913 میں برصغیر کے مسلمانوں کی معاشی ترقی اور آزادی کے لیے پروگرام ''تدبیر فلاح ونجات اصلاح''، تشکیل دیا۔

7۔ 1920 میں آپ نے برصغیر میں دوقومی نظریے کی وضاحت کی۔

8۔ آپ نے مسلمانان برصغیر کی ایسی کھیپ تیار کی جس نے بعد میں تحریک پاکستان میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

حاصلات

امام احمد رضا خاں بریلویؒ برصغیر پاک و ہند کا ایک ہمہ جہت جامع العلوم شخصیت تھے۔آپ کوتقریباً 55 سے زائد علوم وفنون پر دسترس حاصل تھی۔اورآپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں۔آپ نے مسلمانان برصغیر کی دینی۔سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی راہنمائی فرمائی۔آپ سچے مسلمان اور عاشق رسول ﷺ تھے۔

1۔ اصول تعلیم عقائد کا تحفظ اور پختگی ہے۔اگر عقائد پختہ نہ ہوں تو ساری تعلیم بے کار ہے۔

2۔ حقیقت اولیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

3۔ حقیقی اور حتمی سرچشمہ علم وحی الٰہی ہے۔

4۔ آپ کے نزدیک قدر اعلیٰ رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

5۔ آپ تعلیم وتعلم کو انسانی زندگی کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

6۔ آپ کے نزدیک انسانی حواس، عقل اور تجربے ومشاہدے کے ذریعے حاصل ہونے والا علم وحی الٰہی کے تابع ہے۔

7۔ نظام تعلیم وتربیت کا قیام ایک اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

8۔ مفت نظام تعلیم کا اہتمام دین اسلام ہی کا خاصہ ہے۔

9۔ اسلامی ریاست علمی وفنی تعلیم کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

10۔ تعلیم میں ہم نصابی سرگرمیوں کوشامل کیا جائے۔

11۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا مقصد حقیقت اولیٰ سے آگاہی کی معرفت کا حصول ہے۔

12۔ معلم اور متعلم کے مابین خلوص کے باہمی رشتہ کے بغیر کوئی بھی نظام تعلیم بارآور نہیں ہوسکتا۔

13۔ آپ کے نزدیک نصاب تعلیم کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے۔

14۔ آپ نے جدید سائنسی علوم کوشامل نصاب کرنے پرزور دیا ہے۔

15۔ قرآن مجید جملہ علوم کا مجموعہ وسرچشمہ ہے۔

16۔ حصول علم حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ ہے۔

17۔ تعلیم انسان کوحیوان سے افضل کرتی ہے۔

18۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد فہم دین ہے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔

19۔ انسان اس دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے۔لہذا معرفت حق اور معرفت ذات کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔

20۔ نصاب سازی کا کام ان افراد کے ذمہ ہو جو تقویٰ و اجتہاد کی قوتوں سے سرفراز ہوں۔

21۔ قرآن وحدیث اور معاشرتی ضروریات نصاب کی دو اہم بنیادی ہیں۔

22۔ صحیح اور مکمل تدریس مادری زبان میں ہونی چاہیے۔

23۔ آپ کی تصانیف میں زیادہ مشہور ''فتاویٰ رضویہ'' اور ''حدائق بخشش'' ہیں۔

24۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ کی اکثر کتب عربی اور فارسی میں ہیں۔ اور بہت سی کتب ایسی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں کی گئیں۔

25۔ مسلمانان برصغیر کی دینی، تعلیمی، سیاسی اور معاشرتی ترقی کے لیے آپ کی خدمات قابل قدر اور قابل ستائش ہیں۔

26۔ آپ معاشرتی، معاشی اور سیاسی مسئلہ کو دین فہم میں سمجھنے اور ان کا حل نکالتے۔

27۔ آپ نے برصغیر میں دوقومی نظریے کی بنیادی رکھی۔

28۔ آپ عورت اور مرد کی مساوات کے قائل نہ تھے۔ خواتین کا نصاب تعلیم مردوں کے نصاب تعلیم سے مختلف تجویز کرتے ہیں۔

29۔ آپ مخلوط تعلیم کے حامی نہیں ہیں۔ کیونکہ مخلوط تعلیم سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں۔

30۔ موجودہ نظام تعلیم کو امام صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

نتائج

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک علم ایک نور ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور حقیقی سرچشمہ علم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور قرآن مجید جملہ علوم کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد حقیقت اولیٰ سے آگاہی کا حصول ہے۔ اگر تعلیم دین فہمی میں معاون نہیں تو وہ بے کار اور وقت کا ضیاع ہے۔ تعلیم دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لینے کے بعد تقاضا کرتی ہے کہ دین کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔

حصول علم چونکہ حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ ہے اس لیے آپ اس کی اہمیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ چونکہ انسان اس دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے لہذا معرفت حق اور معرفت ذات کے لیے تعلیم ضروری ہے۔

ایک اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نظام تعلیم وتربیت قائم کرے اور مفت نظام تعلیم قائم کیا جائے۔ اسلامی ریاست علمی وفنی تعلیم کا اہتمام کرے اور طلبہ کے لیے مختلف قسم کی ہم نصابی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جائے۔

اسلامی ریاست میں نصاب کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر رکھی جائے۔ قرآن و حدیث اور معاشرتی ضروریات کو نصاب کی بنیاد بنایا جائے۔ جدید سائنسی علوم کو نصاب میں شامل کیا جائے لیکن جدید اور سائنسی علوم وفنون کو اسلامی افکار کی روشنی میں پرکھ کر

نصاب میں شامل کیا جائے۔آپ ابتدائی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔تعلیم و تربیت نسواں کے آپ نہ صرف حامی ہیں بلکہ اس کو بہت ضروری سمجھتے ہیں لیکن آپ مخلوط تعلیم کے خلاف ہیں کیونکہ اس سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں کہ نصاب سازی کے کام کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جائے جو تقویٰ اور اجتہاد کی قوتوں سے سرفراز ہوں۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تصور نصاب کا موازنہ موجودہ دور کے تصور نصاب سے کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور کے نصاب میں آپ کے تصور نصاب کے مطابق مثبت تبدیلیاں کی جانی چاہیں۔

ذریعہ تعلیم کے بارے میں آپ کا نظریہ یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کا نصاب مادری زبان میں یا کم از کم علاقائی زبان میں تیار کیا جائے۔لیکن اعلیٰ تعلیم کے لیے نصاب اور تدریس میں غیر ملکی زبان استعمال کی جاسکتی ہے۔اور جدید سائنسی تعلیم کے لیے انگریزی زبان بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

طریقہ تدریس کے بارے میں آپ کا نظریہ یہ ہے کہ وقت اور ضرورت کے مطابق جو بھی طریقہ تعلیم تدریس کے لیے مناسب ہو اس کو اپنانا جاسکتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات سے استفادہ کرتے ہوئے ہم پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم قائم کرسکتے ہیں۔جو ایسے افراد تیار کرے جو صحیح معنوں میں اللہ کے سپاہی ہوں اور دین اسلام کو اللہ کی زمین پر نافذ کرسکتے ہوں۔

سفارشات

نظام تعلیم کی بہتری و اصلاح کے لیے امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی تصورات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔،

1۔ اسلامی نظام تعلیم کی روح کو سمجھنے والے ایسے روشن دماغ ماہرین تعلیم پالیسی مرتب کریں جو اسلام سے والہانہ عقیدت رکھتے ہوں۔

2۔ آپ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہیں۔ان کے افکار و تصورات سے تعلیمی پالیسی کی تشکیل میں رہنمائی کی جائے۔

3۔ امام احمد رضا خاں بریلویؒ مغربی تہذیب کے سخت خلاف تھے۔ لہذا تعلیمی پالیسی میں مغربی تہذیب کی اندھا دھند پیروی سے گریز کیا جائے۔

4۔ احمد رضا خاں بریلویؒ کے تعلیمی نظریات سے استفادہ کرتے ہوئے مقاصد تعلیم اور نصاب تعلیم کا جدید ملکی اور عصری تقاضوں کے مطابق تجزیہ کیا جائے۔

6۔ جدید علوم و فنون کو دین کے تابع رکھ کر پڑھایا جائے۔

7۔ سائنسی تعلیم میں جو بھی نظریات و تصورات اسلامی نظریہ حیات سے متصادم ہیں۔ان کو خارج کیا جائے اور ان کو اسلامی نظریہ حیات کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

8۔ خواتین کو ان کے صنفی تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیم دی جائے۔اس کے لیے علیحدہ نصاب تعلیم مرتب کیا جائے۔

9۔ اسلام نے ان پر جو پابندیاں عائد کی ہیں۔ان کا لحاظ رکھا جا سکے۔

10۔ تمام بڑے شہروں میں خواتین کے لیے الگ یونیورسٹیاں قائم کی جائیں۔تاکہ خواتین پاکیزہ اور صالح ماحول میں تعلیم حاصل کر سکیں۔

11۔ دوقومی نظریہ کی حمایت اور ترویج کے لیے امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے جو خدمات سرانجام دیں ان کو تاریخ ونظریہ پاکستان کے نصاب میں نمایاں جگہ دی جائے۔

12۔ اساتذہ کے تقرر کے سلسلے میں خوب جانچ پرکھ کی جائے اور اسلامی نظریہ حیات کے حامل افراد کو اس مقدس پیشہ کے لیے منتخب کیا جائے۔

13۔ احمد رضا خاں بریلویؒ کی تعلیمات کو مختلف مدارج کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

14۔ ختم نبوت کے بارے میں ان کی مہمات کو شامل نصاب کیا جائے۔

15۔ اگرچہ امام احمد رضا خاں بریلویؒ انگریزی تعلیم کے خلاف ہیں لیکن ترقی یافتہ میڈیا سے مقابلہ کرنے کے لیے کمپیوٹر کی تعلیم کو بھی مدارس میں رائج کیا جائے۔

کتابیات

1۔ القرآن۔البقرہ۔

2۔ القرآن۔طٰحہ۔

3۔ القرآن۔العلق۔

4۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ (1997). تعلیمات. لاہور: اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ۔

5۔ احمد رضا خاں۔ (1920). المحجۃ المؤتمنہ بریلی۔ حسنی پریس بھارت۔

6۔ احمد رضا خاں۔ (1940). حاشیہ تکمیل الایمان. لاہور: مکتبہ بنویہ الایمان۔

7۔ احمد رضا خاں ۔ (1981). نزول آیات فرقان سکون زمین و آسمان. لاہور: مرکزی مجلس رضا۔

8۔ احمد رضا خاں۔ (1984). احکام شریعت. لاہور: مکتبہ فقیریہ۔

9۔ احمد رضا خاں۔ (1987). الاجازۃ الرضویہ. لاہور: مکتبہ رضویہ۔

10۔ احمد رضا خاں. (1987). حدائق بخشش. لاہور: مکتبہ بنویہ.

11۔ احمد رضا خاں. (1987). فتاویٰ رضویہ. جلد اوّل. لاہور: مکتبہ بنویہ.

12۔ ایچ جی خاں ڈاکٹر. (1985). برصغیر پاک وہند کی سیاست میں علماء کا کردار. لاہور: رضا اکیڈمی.

13۔ شاہد ایس۔ایم. (1991). تناظرات تعلیم. لاہور: مجید بک ڈپو اردو بازار.

14۔ صابر حسین شاہ. (1996). تحریک پاکستان میں کردار. لاہور: رضا اکیڈمی.

15۔ رفیع اللہ صدیقی پروفیسر (1981).. فاضل بریلویؒ کے معاشی نکات جدید معاشیات کے آئینے میں. لاہور: مرکزی مجلس رضا.

16۔ عبدالقیوم بزاروی. (1988). علمی مقالات. لاہور: تنظیم المدارس.

17۔ مجید اللہ ڈاکٹر. (1983). قرآن، سائنس اور کلام رضا. لاہور: بزم عشقان مصطفیٰ.

18۔ محمد جلال الدین . (1987). امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم. لاہور: رضا دارالاشاعت، بشیر برادرز، اردو بازار.

19۔ محمد سرور. (1971). ارمغان شاہ ولی اللہ. لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ

20۔ محمد، مرزا سخی. (1993). علم التعلیم. لاہور: مرکزی کتب خانہ، اردو بازار.

21۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر. (1981). حیات مولانا احمد رضا بریلویؒ. سیالکوٹ: اسلامی کتب خانہ.

22۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر. (1977). دائرہ معارف امام احمد رضا. لاہور: رضا اکیڈمی.

23۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں. (1987). ملفوظات. لاہور: حامد اینڈ کمپنی.

اخبارات ورسائل:

☆ امتیاز حسین. (1986). پاکستان میں تعلیم وتدریس. مجلّہ علم وآگہی. کراچی: گورنمنٹ نیشنل کالج.

☆ القول السدید . (1991). لاہور: محمد ریاض پرنٹرز ہجویری پارک بابا فرید روڈ.

☆ ادارہ پاسبان. (2001). سوانح حیات اعلیٰ حضرت. لاہور: رضا اکیڈمی.

☆ سلیم اللہ جندران. (2001). ماہنامہ معارف رضا. کراچی:

☆ طاہر رضا بخاری، ڈاکٹر .10 مئی (2002). تحریک پاکستان. لاہور: نوائے وقت۔

☆ مولانا مفتی عبدالحکیم شرف قادری. (2002). لاہور: جامعہ نظامیہ